جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرة مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

نگران

مولانا سید رشید میاں مدظلہ

مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

فروری ۱۹۹۳ء

شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱ | شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ ۔ فروری ۱۹۹۳ء | شمارہ : ۵

مدیر

سید محمود میاں

مدرس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدل اشتراک :

پاکستان فی پرچہ ۱۰ روپے	....	سالانہ ۱۰۰ روپے
سعودی عرب ۔ متحدہ عرب امارات	.... "	۴۵ ریال
بھارت ۔ بنگلہ دیش	.... "	۱۰ امریکی ڈالر
امریکہ افریقہ	.... "	۱۶ ڈالر
برطانیہ	.... "	۱۴ ڈالر

رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور ، کوڈ ۵۴۰۰۰

فون ۲۰۱۰۸۶-۲۰۵۳۸۸

اس شمارے میں

حرفِ آغاز ــــــــــــــــــــ ۳

تبلیغ اور دعوتِ عام ــــــ حضرت مولانا سیّد محمد میاںؒ ــــ ۵

چار چیزیں ــــــ حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ ــــ ۱۳

مسائل زکوٰۃ ــــــ " " " " " " ــــ ۱۷

یارب (نظم) ــــــ سیّد امین گیلانی ــــ ۲۴

شبِ برائت ــــــ مولانا نعیم الدّین ــــ ۲۵

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ ــــ تنویر احمد شریفی ــــ ۳۱

مکتوبِ گرامی ــــــ حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ ــــ ۳۷

ثمرات الاوراق ــــــ مولانا نعیم الدّین ــــ ۳۹

سرگزشت محمدؐ علی خاں بریلوی ــــ حضرت مولانا سیّد محمدؐ میاںؒ ــــ ۴۴

دارالافتاء ــــــ حضرت مولانا مفتی عبدالواحد ــــ ۴۸

ہدایت ــــــ سلیمہ بنت حامد میاںؒ ــــ ۵۰

جامعہ مدنیہ کا اجمالی تعارف ــــ غلام رسول ــــ ۵۲

جامعہ کے شب و روز ــــــــــــ ۵۵

تبصرۂ کتب ــــــــــــ ۵۶

رابطہ دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی۔

○

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد

فی زمانہ دُنیا میں مُسلمانوں کی تعداد اس قدر ہے کہ اس سے قبل کبھی نہ ہُوئی ہو گی، مگر اس کے باوجود مسلمان دُنیا بھر میں جس قدر بے بس ولاچار ہے شاید ہی کبھی اس سے پہلے اتنا بے وزن وحقیر ہُوا ہو، وجہ ظاہر ہے، اخلاقی پستی، مذہب وملّت سے دُوری خود غرضی وجاہ پرستی، باہمی بغض وعناد، عہد شکنی مادّہ پرستی جیسے مُہلک امراض نے پُوری اُمّتِ مُسلمہ کو اس طور اپنی گرفت میں لے رکھا ہے کہ بظاہر کوئی تدبیر فی الوقت کارگر ہوتی نظر نہیں آتی۔ انہی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے پہلے سے سرگرم اسلام دُشمن قوتوں نے اپنا گھیرا اتنا تنگ کر دیا ہے کہ عالمی اُفق پر مُسلم قوّتیں بہت سے مؤثّر ذرائع کے حامل ہونے کے باوجود کسی مصیبت زدہ مُسلم ملک کی بھر پُور انداز میں اعانت سے قاصر صرف زبانی کلامی ہمدردی کی رسم پر اکتفاء کیے ہُوئے ہیں۔

یہی رسم ایک نوزائیدہ مسلم ریاست "بُوسنیا ہرزیگونیا" کے مظلوم مُسلمانوں کے ساتھ ادا کی جارہی ہے۔ "بوسنیا" سابقہ یوگوسلاویہ کا ایک صُوبہ تھا۔ ۲۹ فروری ۱۹۹۲ء میں ہونے والے استصواب کے بعد یکم مارچ ۱۹۹۲ء کو دُنیا کے جغرافیہ پر ایک آزاد ملک کی حیثیّت سے ظہور پذیر ہُوا، تمام یورپ اس کو تسلیم کر چکا ہے اور اُسے اقوامِ متّحدہ کی رُکنیت بھی حاصل ہو چکی ہے۔ "بوسنیا" ۴۴ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے جن

میں "سلاؤ" نسل کے مُسلمان ۴۴ فیصد ہیں۔ "سرب" نسل کے آرتھوڈاکس" عیسائی ۳۱ فیصد جبکہ رومن کیتھولک "کروٹ" ۱۶ فیصد اور باقی اقلیتیں ۹ فیصد ہیں۔

سرب نسل سے تعلق رکھنے والے عیسائی انتہائی درجہ کے متعصب اسلام اور مُسلمانوں کے جانی دُشمن ہیں مُسلمانوں کو اذیّت دینا اور بے دریغ قتل کرنا، مُسلمان عورتوں کی عصمتیں لُوٹنا، حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرنا بچّوں کو اذیّتیں دے کر ذبح کر ڈالنا اُن کا محبُوب مشغلہ ہے۔

"سرب" اپنا گھیرا دن بدن مُسلمانوں پر تنگ کر رہے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی سیاسی سفارتی، اخلاقی مالی بلکہ اپنے تحفّظ کے لیے ہتھیاروں کی صُورت میں امداد کے لیے پُوری مُسلم اُمّہ عملی اقدامات کرے تاکہ ان جنونی عیسائیوں کو اُن کے ناپاک عزائم میں ناکام بنا کر یورپ کے قلب میں ایک مُسلم ریاست آزادی کے ساتھ پھل پھول سکے۔

بقیہ: ہدایت

محترم قارئین آخر میں اتنا ہی لکھوں گی کہ اس آیت مبارکہ کا کھُلا اور صاف مطلب یہ ہے کہ خُدا

آفتاب ہے	تم شعاع بن جاؤ	وہ شمع ہے	تم پروانہ بن جاؤ
وہ کتاب ہے	تم سطر بن جاؤ	وہ نُور ہے	تم منور ہو جاؤ
وہ کلام ہے	تم حرف بن جاؤ	وہ تجلّی ہے	تم طور بن جاؤ
وہ شجر ہے	تم ثمر بن جاؤ	وہ آب حیات ہے	تم پیاسے بن جاؤ
وہ سمندر ہے	تم قطرہ بن جاؤ	وہ مصور ہے	تم تصویر بن جاؤ
وہ ہوا ہے	تم جھونکا بن جاؤ	وہ ازلی نور ہے	تم تنویر بن جاؤ
وہ صحرا ہے	تم ذرہ بن جاؤ	وہ پیامِ آفرین ہے	تم ترجمان بن جاؤ
وہ گلشن ہے	تم گل بداماں ہو جاؤ	وہ پھُول ہے	تم عندلیب بن جاؤ
اس کے حبیب کے فرمان کے مطابق		تخلقوا باخلاق اللہ کا مصداق بن جاؤ	

بس اپنے آپ کو راہِ طلب میں گُم کردو

یہی سبیل ہے اُس دلربا کو پانے کی

تبلیغ اور دعوتِ عام سے پہلے تربیت

حضرۃ شیخ الحدیث مولانا سید محمدؒ میاں رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف
سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے چند اوراق

حضرت محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی چالیس سالہ مثالی زندگی نے آپ کو الصادق اور الامین اور ایسا محبوب رہنما بنا دیا تھا جس کے اعلیٰ اخلاق اور بہترین کردار پر مکّہ کے ہر ایک چھوٹے بڑے کو پورا اعتماد تھا، مگر ان اعلیٰ اخلاق کے باوجود منصب نبوّت کے فرائض اور اداء فرائض کے طریقوں سے آپ قطعاً ناواقف تھے۔ قرآن مجید نے آپ کی شان یہ بیان کی ہے۔

(الف) نہ آپ لکھ سکتے تھے، نہ لکھا ہوا پڑھ سکتے تھے۔ نہ آپ نے کہیں تعلیم پائی تھی[۱]۔ نہ آپ شاعر تھے نہ ادیب کی حیثیّت سے آپ کی شہرت تھی[۲]۔ نہ آپ کاہن یا نجوم داں تھے[۳]۔ نہ سابق مذہبوں سے آپ کو واقفیّت تھی[۴]۔ نہ آپ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ آسمانی کتاب کیا ہوتی ہے[۵]۔ نہ آپ کو کبھی یہ خیال آیا تھا کہ آپ پر کوئی کتاب نازل ہوگی[۶]۔ نہ اس شہر میں جہاں آپ پلے تھے، بڑھے تھے۔ نبوّت یا رسالت کا چرچا تھا۔ انتہا یہ کہ وہ قوم جس کے آپ فرد تھے اُمّی تھی، یعنی نبوّت سے ناآشنا، کیونکہ اس میں کوئی نبی نہیں ہُوا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا نام سُنا تھا مگر اُن کی تعلیمات فراموش ہوچکی تھیں صرف دھندلے سے نشان باقی تھے۔ لیکن اب آپ پر یہ ذمّہ داری ڈالی گئی تھی کہ ایسی قوم میں مکمل انقلاب برپا کریں جو اگرچہ گمراہ ہے۔ مگر اپنے آپ کو تمام دُنیا کی قوموں میں سب سے بہتر اور برتر سمجھتی ہے اور یقین رکھتی ہے کہ حق وہی ہے جس پر وہ قائم ہے[۷] اور اس انقلاب کا آغاز خاص اس گروہ سے کریں جس کو نہ صرف اس کا یقین

---

[۱] سورۂ عنکبوت ۲۹ آیت ۴۸ [۲] سورۂ یٰسین ۳۶ آیت ۶۹ [۳] سورہ الحاقہ ۶۹ آیت ۴۱ و ۴۲ [۴] سورۂ قصص ۲۸ آیت ۴۴ تا ۴۶ [۵] سورۂ شوریٰ ۴۲ آیت ۵۲ [۶] سورۂ قصص ۲۸ آیت ۸۶ [۷] سورۃ ۸ انفال آیت ۳۲۔ اذ قالوا اللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق الآیۃ۔

ہے کہ وہ حق پر ہے بلکہ یہ فخر بھی ہے کہ وہ اپنے مذہب میں نہایت پختہ اور کٹر ہیں[١]۔ اس قوم (عرب) سے متصل ایک طرف ایران، عراق، فارس اور اُن سے متصل ہندوستان ہے۔ اُن کے مذہب اگرچہ مختلف ہیں مگر پرستش غیراللہ (شرک) میں سب شریک ہیں کوئی بُت پرست ہے کوئی کواکب پرست۔ کوئی عجائب پرست۔ ہر ایک کے پاس ایک فلسفہ ہے اور ہر ایک کو اپنی روایات۔ اپنے تمدّن۔ اپنی عقل و دانش اور اپنے فلسفہ پر ناز ہے۔

دوسری طرف شام۔ مصر۔ افریقہ اور یورپ کے علاقوں میں بازنطینی شہنشاہیت کے پرچم لہرا رہے ہیں اور اگرچہ آج (بیسویں صدی عیسوی میں) کے دَور کو قرون وسطیٰ کا پس ماندہ غیر مہذب اور غیر ترقی یافتہ تاریک ترین دَور کہا جاتا ہے، مگر یہی علاقے ہیں جہاں رومۃ الکبریٰ کا مشہور قانون (رومن لاء) جاری ہے اور اسی علاقہ میں سقراط۔ بقراط۔ ارسطو۔ افلاطون۔ فیثا غورث۔ جیسے باکمال فلاسفہ اور موجد گزر چکے ہیں جن کے فلسفہ کو آج بیسویں صدی میں بھی زندہ فلسفہ کہا جاتا ہے

پچھڑے[٢] ہُوئے اور پس ماندہ عرب کا ایک "اُمّی" ان تمام علاقوں اور اُن میں بسے والے انسانوں یعنی پُورے نوع بشر کے لیے ہادی اور رہنما بنایا جا رہا ہے۔ منصب رسالت اس کے سپرد ہونے والا ہے تو اس سے پہلے کہ وہ دوسروں کو دعوت دے ضروری ہے کہ جن باتوں کی وہ دعوت دے اُن کا نمونہ وہ خود بن جائے[٣] چنانچہ نبوّت کے بعد کم و بیش تین سال ایسے گزرے جن میں حضرت محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو عام دعوت و تبلیغ کا حکم نہیں تھا۔ ہاں کچھ سعادت مند وہ تھے جنہوں نے مُشک کی خوشبو خود سُونگھ لی اور وہ خود ہی اس شمع کے پروانے بن گئے۔ ان میں سب سے پہلے یہ حضرات ہیں۔ اُبوبکرؓ۔ خدیجہؓ۔ علیؓ۔ زیدؓ بن حارثہ اور اُمّ ایمنؓ (رضی اللہ عنہم اجمعین) یہ تعداد میں صرف پانچ ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ اُن کا تعلّق آزاد غلام۔ مرد۔ عورت۔ بچّے یعنی نوع اِنسان کے ہر طبقہ سے ہے۔

آزاد مردوں میں	اُبوبکر صدّیق (رضی اللہ عنہ)
آزاد عورتوں میں	خدیجہ (رضی اللہ عنہا)

---

[١] اپنے آپ کو وہ احمس یا حمس کہتے تھے۔ یعنی اپنے مذہب میں کٹر اور نہایت پُختہ۔ [٢] قبیلۂ قریش اور ثقیف وغیرہ چند قبائل اگرچہ متمدن تھے مگر عرب قوم متمدن نہیں تھی، اس کی بڑی تعداد بادیہ نشین صحرا نورد تھی (محمّد میاں) [٣] تاکہ مقصد رسالت پُورا ہو۔ کیونکہ نبوّت اور رسالت اس لیے نہیں کہ پیغام پہنچا دیا جائے، بلکہ بشر کو نبی یا رسول بنانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ نوع بشر کے سامنے عملی نمونہ بھی پیش کیا جائے۔ (دیکھو سورۃ ٦/٢ الانعام آیت ٧ تا ١٠)

بچوں میں	حضرت علی (رضی اللہ عنہ وکرم وجہہٗ)
آزاد کردہ غلاموں میں	زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) (جو اس وقت زید بن محمد کہلاتے تھے)
آزاد کردہ باندیوں میں	اُم ایمن (رضی اللہ عنہا) جو بچپن سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ماما (خادمہ) تھیں۔

ان حضرات نے بھی ابھی تبلیغ شروع نہیں کی۔ لیکن اچھا خربوزہ اگر اس کی پود ٹھیک ہو تو وہ دوسرے خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑ لیتا ہے۔ پس کچھ اور افراد جن کے کردار نے مستقبل میں ثابت کر دیا کہ وہ بہترین انسان اور پورے سماج کے قیمتی جواہر تھے، وہ خود متاثّر ہوئے اور دعوتِ عام سے پہلے آغوشِ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (اُن کے پُر تقدس کارنامے تاریخ عالم کے سینے پر نقش ہیں۔ جو شہادت دے رہے ہیں کہ یہ حضرات کس درجہ صداقت پسند حق گو، دلیر اور بہادر تھے اور اسی لیے وہ سب سے پہلے الصادق الامین اور اس کے پیغام کے گرویدہ ہو گئے تھے۔

عثمان بن عفان۔ طلحہ بن عبیداللہ۔ زبیر بن عوام۔ سعد بن ابی وقاص۔ عثمان بن مظعون۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ ابو سلمہ بن عبدالاسد۔ ارقم بن ابی ارقم[1]۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین) تعلیم و تربیت کے اس بُنیادی دَور میں اُن کی تربیت بھی ہوتی رہی۔

نصاب اور طریقۂ تربیت

قرآن پاک کی وہ سورتیں جو ابتداء میں نازل ہُوئیں اُنہیں کو نصاب کہا جا سکتا ہے ان سورتوں میں عقائد و نظریات کی بھی تعلیم دی گئی ہے اور طریقہ تربیت بھی بتایا گیا ہے۔ عجیب بات جو ایک طالبِ حق کو مطمئن اور گرویدہ بنا دیتی ہے یہ ہے کہ جن عقائد و نظریات کی تعلیم ابتداء میں دی گئی باقی ۲۳ سالہ زندگی میں اُن کی ہی تشریح اور توضیح ہوتی رہی۔ ترمیم کسی ایک میں بھی نہیں ہُوئی۔ بُنیادی تعلیمات درجِ ذیل ہیں۔ آیتوں اور سُورتوں کے نمبر حاشیہ میں لکھ دیے گئے ہیں۔

- پوری کائنات کا ایک خالق ہے جس کی سب سے نمایاں صفت یہ ہے کہ وہ ربّ العالمین اور ارحم الراحمین ہے۔ (یعنی مخلوقات کے جس قدر طبقات اور درجاتِ کائناتِ عالم میں ہیں۔ وہ ان کا پیدا

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۷۔

کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ اس نے ہر مخلوق کی ایک فطرت بنائی اور اس فطرت کے بموجب نشو و نما، وبقا و تحفظ، تدریجی ترقی اور درجۂ کمال تک پہنچنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی اس کی رحمت نے ان کو مہیّا کیا اور برابر مہیّا کرتی رہتی ہے) تمام جہانوں کا ربّ اور سب پر رحم کرنے والا وہی ہے۔ تمام کمالات اُسی کو حاصل ہیں۔ تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے۔[۱]

مشرق و مغرب کا ربّ وہی ہے۔ وہی معبود ہے۔ اس کے سوا اور کوئی پرستش کے قابل نہیں ہے۔[۲]

- اُس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ اُس کو دولتِ علم سے نوازا اور ترقی کے راستہ پر لگایا۔[۳]
- وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ قلم اور لکھنے پڑھنے کے ذریعہ تعلیم کا طریقہ اُسی نے بتایا۔[۴] وہ اس ذریعہ کے بغیر بھی جس کو چاہے عالم و فاضل اور سرتاج فضلاء بنا سکتا ہے۔
- وہ ایک ہے، یکتا ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں، سب اُس کے محتاج ہیں۔ نہ اُس کے اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔[۵]
- انسان کا ہر ایک عمل اچھا ہو یا بُرا ایک حقیقت ہے۔ ہر ایک عمل اپنا اثر رکھتا ہے۔ انسان اپنے اعمال کے جال میں اس طرح پھنس جاتا ہے جیسے کوئی قیدی۔[۶]
- کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اُوپر نہیں لے سکتا۔ کسی پر دوسرے کا گناہ نہیں ڈالا جا سکتا ہر شخص اپنا اور اپنے فعل کا ذمّہ دار ہے۔ انسان کو صرف وہی ملتا ہے جو اُس نے کمایا۔ انسان جو کچھ کماتا ہے وہ اس کے سامنے آئے گا۔[۷]
- ایک خاص دن ہوگا جس میں انسان کے تمام اعمال کا حساب اور ہر معاملہ کا انصاف ہوگا۔[۸]
- خدا کی مخلوق صرف وہی نہیں ہے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ بلکہ اُس کے علاوہ اور بھی بہت سی مخلوق ہے۔ ایک خاص مخلوق وہ ہے جس کو فرشتہ کہا جاتا ہے اُن کی تعداد کا علم صرف ان کے خالق "اللہ ربّ العالمین" ہی کو ہے۔[۹] وہ خدا کے حُکم کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔[۱۰] ان کی زندگی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور خدا کی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں۔ وہ خدا کے حکم سے

---

[۱] الحمد للہ ربّ العالمین سورۃ ۱ آیت ۱ و ۲ [۲] سورۂ مزمّل ۷۳ آیت ۹ [۳] سورہ علق ۹۶ آیت ۲ و ۴ [۴] سورۂ علق ۹۶ آیت ۳ [۵] سورۂ اخلاص ۱۱۲ [۶] سورۂ مدثر ۷۴ آیت ۳۸ [۷] سورۂ والنجم ۵۳ آیت ۳۸-۳۹-۴۰ [۸] سورۃ الفاتحہ ۱ آیت ۳ [۹] سورۂ مدثر ۷۴ آیت ۳۱ [۱۰] سورۂ والنجم ۵۳ آیت ۲۵۔

انسانوں پر خُدا کی نعمتیں بھی نازل کرتے ہیں اور خُدا کے حکم سے خُدا کا قہر بھی بندوں پر اُتارتے ہیں[۱]۔

○ اللہ تعالیٰ انسانوں کی صحیح رہنمائی کے لیے نبی اور رسُول بھیجتا ہے[۲]۔ نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، صرف وہ کہتا ہے جو خدا اس کو بتاتا ہے[۳]۔

○ علم اور یقینی بات وہی ہے، جو اللہ کے بتانے سے رسُول بتاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ انسان کے پاس ہے۔ وہ ظن ہے (تخمینی اور اٹکل کی باتیں ہیں) جو علم و یقین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں[۴]۔

○ تزکیۂ نفس اور دل کو پاک کرنے اور روحانیت کو ترقی دینے کی صورتیں یہ ہیں:

اللہ کو یاد کرو۔ دن کو یاد کرو۔ رات کو جاگ کر خدا کی یاد کرو[۵]۔ نمازیں پڑھو۔ زکوٰۃ ادا کرو (جو ایک لازمی فریضہ ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ)۔ اللہ کو قرض دو (ملّی اور قومی کاموں میں خرچ کرو وہ اللہ تعالیٰ پر قرض ہوگا، کوئی نیک عمل ضائع نہیں کیا جائے گا۔ جو نیکی کرو گے خدا کے یہاں اس سے بہتر اور بہت بڑھا ہُوا پاؤ گے۔ جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہیں اللہ تعالیٰ سے اُن کی معافی اور مغفرت چاہتے رہو[۶]۔

○ دولت کو اللہ کا انعام سمجھو۔ ہر ایک غرض سے بلند ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہر ایک ضرورت مند کی مدد کرو اور اس سے کہہ دو کہ ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے۔ صرف اللہ کی رضا چاہتے ہیں[۷]۔

○ روحانیت کی پاکی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جسم کو پاک رکھو۔ لباس پاک رکھو ہر ایک پلیدی کو (ظاہری ہو یا باطنی) دُور کرو[۸]۔

○ عذاب کے کام... (جن سے انسان کی ابدی زندگی برباد ہوتی ہے اور دوزخ کا مستحق ہوجاتا ہے) یہ ہیں۔

نماز نہ پڑھنا۔ غریبوں کی امداد نہ کرنا۔ بیکار باتوں (اور خدا سے غافل کرنے والے کاموں) میں منہمک

---

[۱] سورۂ مدثر ۷۴ آیت ۳۱ [۲] سورۂ مزمل ۷۳ آیت ۱۵ [۳] والنجم ۵۳ آیت ۳-۴؛ [۴] والنجم ۵۳ آیت ۲۸ [۵] سورۂ مزمل ۷۳ آیت ۲-۳-۴ [۶] سورۂ مزمل ۷۳ آیت ۲۰ [۷] سورۂ دہر ۷۶ آیت ۸-۹ و سورۂ مدثر ۷۴ آیت ۶ [۸] سورۂ مدثر ۷۴ آیت ۴، ۵

رہنا۔ عذاب و ثواب یعنی پاداش عمل پر یقین نہ رکھنا[۱]۔ کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرکے اس پر احسان جتانا[۲]۔

ایسی صورتیں اختیار کرنا کہ دولت اپنے پاس جمع رہے اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی امداد نہ ہو[۳]۔

اچھے آدمی جن کے نقش قدم پر چلنا چاہیے وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام سے نوازا[۴]

یعنی[۵] (الف) خدا کے برگزیدہ نبی۔

(ب) صدّیق: جو ایسے پاک فطرت ہوتے ہیں کہ ہمیشہ گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ جو اپنے قول و فعل میں نہایت سچے۔ جن کا ضمیر سچا۔ جن کے ہر فعل میں سچائی اور صداقت۔ یہاں تک کہ وہ سچائی کا پیکر اور صداقت کی تصویر ہوتے ہیں۔

(ج) شہید: جو حق و صداقت کے راستہ میں ہر ایک قربانی کے لیے تیار رہتے ہیں۔ جن کا جذبہ یہی ہوتا ہے کہ راہ حق میں قربان ہوں اس کے علاوہ اور اپنے تمام جذبات قربان کر دیتے ہیں یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی قربان کر دیتے ہیں۔

(د) صالح: نیک کردار۔ پاکباز۔ پاک طینت۔ جو اچھے کاموں کی بہترین صلاحیت رکھتے ہیں اور اس صلاحیت کو عمل میں لاتے رہتے ہیں۔

- مومن صالح اور سچا مسلمان وہ ہے جو راتوں کو جاگ جاگ کر خدا کو یاد کرے۔ دن کے کاموں کو خوبی سے انجام دے اور دل میں یادِ خدا رکھے۔ اسی سے اس کا دِل لگا رہے۔ اسی پر بھروسہ رکھے۔ نمازیں پڑھے زکوٰۃ ادا کرے قومی اور ملی کاموں کے لیے دولت خرچ کرتا رہے۔ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا رہے۔ مخالفین کی باتوں کو ضبط و تحمل سے برداشت کرے۔ برداشت سے باہر ہو جائیں تو خوش اسلوبی سنجیدگی اور نرمی کے ساتھ ان سے الگ ہو جائے[۶]۔ جو قول و قرار کے پکے ہوں، منت مان لیں یا عہد کر لیں اس کو پورا کریں۔ جو بلا لحاظ مذہب و فرقہ مسکینوں۔ یتیموں اور قیدیوں کی امداد کو اپنا فرض سمجھیں۔ اپنی ضرورتیں پیچھے ڈالیں اُن کی ضرورتیں پوری کریں۔ خدا کی خوشنودی اُن کا نصب العین

---

[۱] سورۂ مدثر ۷۴؍ آیت ۴۳ تا ۴۶ [۲] ایضاً آیت ۶؍ [۳] سورۃ القلم ۶۸؍ آیت ۱۶ تا ۳۰ [۴] سورۂ فاتحہ ۱؍ آیت ۵ [۵] یہ تشریح قرآنِ پاک میں بعد میں نازل ہوئی (سورۂ نساء ۴؍ آیت ۶۹ لیکن عمل پہلے دن سے اسی پر تھا۔ [۶] سورۂ مزمل ۷۳؍ آیت ۱-۷-۸-۹-۱۰و۲۰

ہو۔ جو کچھ کریں خدا کے لیے ہی کریں۔ کسی انسان سے کوئی معاوضہ گوارا نہ کریں۔ یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہیں کہ کوئی انسان اُن کا کسی طرح شکریہ ادا کرے۔ خوفِ خدا، خدا کی عظمت اور اپنے انجام کی فکر ان کے دل و دماغ پر چھائی رہے۔ جو کچھ کریں اسی لیے کریں[۱]۔

بدترین انسان وہ ہیں

جو حکومت اور اپنے اقتدار پر گھمنڈ کریں۔ جن کو اپنی شاہنشاہیت پر ناز ہو (جیسے فرعون) جو اپنی دولت کے نشہ میں صداقت سے مونہہ موڑیں۔ حقائق کو جھٹلائیں[۲]۔

جن کو اپنی دولت پر اپنی اولاد پر۔ اپنے مادی ذرائع و وسائل پر ناز ہو۔ انہیں کی بڑھوتی کی اُدھیڑ بن میں رات دن لگے رہیں۔ ذخیرہ اندوزی کے حریص ہوں۔ حق کے مقابلہ میں اکڑ جائیں۔ سچّائی کی توہین کریں۔ عبرت کی آنکھیں بند رکھیں[۳]۔

جو خُدا کو بھول جائیں۔ خدا کی مخلوق کو بھول جائیں۔ جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسمیں کھانے سے نہ شرمائیں، بلکہ اس کو ہوشیاری اور فن کاری سمجھیں۔ کسی کو چڑھائیں کسی کو اُتاریں۔ لگی بجھی کرتے رہیں۔ چغلیاں کریں۔ نہ اُن کی نظر میں شرافت اور اخلاق کی قدر ہو نہ عصمت اور پاکدامنی کی جن کی کوشش یہ ہو کہ غریبوں کا حق دبائیں اور اپنا سرمایہ بڑھائیں[۴]۔

آپ کسی بہترین شاعر کا تصوّر کیجیے جس کے اشعار میں فصاحت و بلاغت کی تمام خوبیوں کے ساتھ ایسا درد بھی ہو جو سُننے والوں کو خواہ مخواہ متأثّر کردے۔ مذکورہ بالا مضامین اگر ایسے شیریں اور رقت انگیز کلام میں سمو دیے جائیں اور وہ لوگ جو اپنی زندگی خاص سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں دن رات اس کلام کا وِرد رکھیں تو خود ان کی زندگی کیسی ہوجائے گی اور اس کا ردِّ عمل ان پر کیا ہوگا جن پر اس کلام کی زد پڑتی ہے۔ یعنی جن کے مفادات کو ٹھیس پہنچتی ہے یا اندیشہ ہے کہ ٹھیس پہنچے گی۔

قرآن حکیم منظوم نہیں ہے۔ نہ اس میں اوّل سے آخر تک کوئی شعر ہے۔ مگر یہ اس کا تسلیم شُدہ معجزہ ہے کہ اس کی شیرینی۔ لطافت۔ فصاحت و بلاغت۔ شعر سے کہیں زیادہ رقت انگیز اور انقلاب آفرین ہے۔ عرب خصوصاً قریش اپنی زبان کے عاشق تھے۔ جتنا بڑا ادیب ہوتا تھا اتنا ہی زیادہ ادیبانہ کلام سے متأثّر

---

[۱] سورۂ دہر آیت ۷-۸-۹-۱۰ [۲] سورۂ مزمل ۷۳ آیت ۱۵-۱۶ و آیت ۱۱ [۳] سورۂ مدّثر ۷۴ آیت ۱۱-تا ۱۶

[۴] سورۂ قلم ۶۸ آیت ۸-۱۰ تا ۲۴-

ہُوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض شعراء کے منتخب اشعار کو دیوتا کا درجہ دیا جاتا تھا اور اُن کے سامنے سجدہ کیا جاتا تھا یہ ادیب قرآن پاک سے بھی اتنے ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ متأثر ہُوا کرتے تھے (اس کی تفصیل آگے آئے گی، انشاءاللہ) یہاں تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جو سورتیں نبوّت کے آغاز میں نازل ہُوئیں ان میں ان مضامین کو ایسے انداز سے مرصع کیا گیا ہے کہ سُننے والے اگر اپنی ضمیر کی آواز پر عمل کرتے تو ان مقاصد کے لیے اپنی زندگی تج کر دینے کے لیے بے تاب ہو جاتے تھے۔ یہ سورتیں اس دَور کا تعلیمی نصاب تھیں۔ نمازوں میں پڑھی جاتی تھیں۔ ان کے ایک ایک اشارہ پر عمل کیا جاتا اور ایک ایک لفظ کو بحث اور غور و فکر کا موضوع بنایا جاتا تھا۔

طریقۂ تربیت

○ رات کو اُٹھو۔ جاگو۔ آدھی رات یا آدھی رات کے قریب یاد خدا میں کھڑے ہو کر گزارو[1]۔

○ قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر اطمینان سے پڑھو[2]۔

(تبلیغ خصوصاً فرائض نبوّت کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ ریاضت و مجاہدہ یعنی محنت کرنے اور مشکلات کو برداشت کرنے کی عادت ہو۔ ضمیر پاک ہو۔ اس کی تمام صلاحیتیں بیدار رہوں۔ جو بات نکلے دِل سے نکلے۔ ہر ایک بات نہایت ٹھیک اور سنجیدہ ہو۔ شب بیداری سے یہ خصلتیں پیدا ہوتی ہیں اور ترقی کرتی ہیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ رات کے اُٹھنے میں دل اور زبان کا خُوب میل ہوتا ہے اور ہر بات خُوب ٹھیک نکلتی ہے[3]۔ (للٰذا شب بیداری کرو تاکہ یہ خصلتیں پیدا ہوں کیونکہ) ہم عنقریب ڈالیں گے تم پر بھاری کلام[4]

○ پُورے دن کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھو[5]

○ اپنے رب کے نام کا ذکر جاری رکھو[6]

○ اور سب سے کٹ کر اُسی کے ہو جاؤ[7]

○ خدا کو اپنا وکیل اور ذمّہ دار بنا لو[8] اسی پر بھروسہ رکھو۔

○ اس عقیدہ کو اپنے اُوپر حاوی کر لو کہ مشرق و مغرب (اور تمام عالم) کا رب وہی ہے اس کے سوا (باقی صفحہ ۳۶ پر)

---

[1] سورۂ مزمل ۷۳ آیت ۲-۳ [2] ایضاً آیت ۴- [3] سورۂ مزمل ۷۳ آیت ۶ [4] ایضاً آیت ۵

[5] ایضاً آیت ۷ [6] ایضاً آیت ۸

[7] ایضاً آیت ۸ [8] ایضاً آیت ۹

مولای صل وسلم دائماً ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

چار چیزیں

اگر تمہارے اندر ہوں تو دُنیا کی باقی چیزیں نہ
بھی حاصل ہو سکیں کوئی حرج نہیں

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مُبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرۃ شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے سیّد مولانا محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجّہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ ان سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا انوارِ مدینہ کے ذریعہ حضرۃ رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرۃ کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرۃ مولانا سیّد رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان است   خم و خمخانہ با مہر و نشان است

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمّد و اٰلہٖ و اصحابہ اجمعین اما بعد: جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اربع اذا کن فیک

چار چیزیں اگر تمہارے اندر ہوں فلا علیک ما فاتک الدنیا تو دُنیا کی باقی چیزیں نہ بھی حاصل ہوسکیں تو کوئی حرج نہیں۔

○ ۱ حفظ امانة	امانت کی حفاظت
○ ۲ "وصدق حدیث"	بات میں سچائی
○ ۳ "وحسن خلیقة"	اخلاق میں اچھائی
○ ۴ "وعِفّة فی طعمة"	کھانے میں پاکیزگی

یہ چار چیزیں آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تعلیم فرمائی ہیں۔ حدیث شریف میں اور بھی چیزیں آتی ہیں جو اس سے ملتی جلتی ہیں۔ مثلاً یہ آتا ہے امام مالک رحمۃ اللہ اس کے راوی ہیں۔ لقمان حکیم سے پوچھا گیا۔ "ما بلغ بك ما نری" یہ جو آپ میں اتنی خُوبیاں ہیں۔ اس درجہ پر آپ کو کس نے پہنچایا فرمایا۔ "صدق الحدیث" بات کی سچائی "واداء الامانة" امانت داری "وترك ما لا یعنیة" اور جو بے سود باتیں ہیں اُنہیں چھوڑ دینا کوئی فائدہ ہو کسی قسم کا اس میں اپنا وقت صرف کرتا ہوں بے سود باتوں میں نہیں پڑتا۔ یہ مضمون چونکہ حدیث شریف میں جگہ جگہ آیا ہے اس واسطہ امام مالکؒ نے یہ نسبت دُرست سمجھی ہے کہ واقعی یہ حدیث ٹھیک ہے کیونکہ احادیث سے اس کا ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ احادیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

امانت کی حفاظت : جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو چار چیزیں ذکر فرمائی ہیں ان میں ایک امانت کی حفاظت ہے۔ "امانت" کی حفاظت شریعت میں دو طرح کی ہے۔ یہ لفظ شریعت میں بہت عام ہے۔ مثال کے طور پر حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر کوئی آدمی آپ سے اپنے راز کی بات کہہ جائے تو وہ امانت ہے اس کو کسی اُوپر ظاہر نہیں کر سکتے۔

حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بات کہہ رہا ہے اور بات کرتے کرتے اس نے دائیں بائیں دیکھا کہ کوئی اور تو نہیں سُن رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کے سوا کسی اور کو نہیں بتانا

ا عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال اربع اذا کن فیك فلا علیك ما فاتك الدنیا حفظ امانة وصدق حدیث وحسن خلیقة وعفّة فی طعمة رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۴۵

چاہتا اس لیے آپ کو خود سمجھ جانا چاہیے کہ اس کی یہ بات میرے پاس امانت ہے۔ حالانکہ اسے موقع نہیں مل سکا کہ وہ آپ کو ہدایت دے کہ دیکھو کسی سے ظاہر نہ کرنا۔

تو لوگوں کی باتیں راز میں رکھنا یہ بھی امانت اور روپیہ مال پیسہ یہ بھی امانت کوئی اور چیز رکھ دے، کسی کے پاس کہ اپنے پاس رکھ لیجیے یہ چیز میری ہے تو امانت کا مفہوم بہت عام ہوا اس کی بہت قسمیں ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ امانت کا معاملہ کرنا اس کے دین کا جو تقاضا ہے اس میں خلل نہ آنے دینا یہ بھی امانت داری ہے تو دنیا کے معاملات ہوں یا آخرت کے معاملات تمام چیزوں میں امانت چلتی ہے یہ شریعت مطہرہ میں بتلایا گیا ہے۔ قانونا اس کی گرفت نہیں ہو سکتی، لیکن خدا کے گرفت ہو گی۔ وہ امین یا خائن شمار ہو گا، گویا اسلام نے جو چیزیں ہمارے یہاں قانون میں آتی ہیں یا قانون کی گرفت میں آتی ہیں۔ ان کے سوا ایک اور چیز بھی رکھی ہے وہ ہے حسن اخلاق اور اخلاقی واجبات کو سمجھنا اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے بارہ میں خدا کے ہاں سوال ہو سکتا ہے ایک چیز یہ ہے کہ ایک آدمی رازدارانہ طور پر بتاتا ہے کہ آج رات کو ہمارا پروگرام ہے کہ اس مکان میں ڈاکہ ڈالنا ہے یا یہ پروگرام ہے کہ فلاں جگہ سے اغوا کی واردات کرنی ہے یا یہ پروگرام کہ ہم فلاں جگہ جائیں گے اور قتل و غارت گری کریں گے اور اس نوعیت کے دیگر واقعات اُن کا کیا حکم ہو گا؟

اگر راز ظاہر کرتا ہے تو وہ لوگ بچ جاتے ہیں جن کو نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ امانت میں خیانت ہوتی ہے تو یہ شخص کیا کرے امانت کا لحاظ کرے یا ان لوگوں کے نقصان کا لحاظ کرے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی تمام چیزوں میں جو گناہ کی ہوں (اس سے نقصان دوسروں کو پہنچ سکتا ہو) شریعت مطہرہ نے انسان کو کسی عہد و معاہدہ کا پابند نہیں ٹھہرایا نہ ہی اس کو امانت سمجھا بلکہ اس کے ذمہ یہ ضروری ہو گا کہ اس آدمی کو اس ہلاکت سے بچائے اس کو اشارۃً صراحۃً جیسے بھی وہ سمجھ سکتا ہو کسی ذریعہ سے ہوشیار کر دے یہ امانت میں داخل نہیں باقی چیزیں امانت میں داخل ہیں۔ اور یہ جو آج کل ہمارا ماحول جا رہا ہے کہ اگر کسی غنڈے کا راز کھول دیا تو وہ تمہارا دشمن ہو جائے گا اسے چھوڑ دے گا اور تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ تو اس میں یہ ضروری نہیں کہ اپنا نام لیا جائے اور ایسی وضاحت و صراحت کی جائے کہ اپنے اُوپر الزام نہ آئے، اپنا بچاؤ بھی کرتا رہے اور بات بھی بتلا دے۔

بات میں سچائی: دوسری چیز حدیث شریف میں بتلائی گئی ہے کہ "صدق حدیث" بات سچ بولے۔ سچ بولنا اس سے بڑی راحت میں رہتا ہے۔ جھوٹی بات کہتا ہے تو جھوٹ کے بعد فکر ہوتا ہے کیسے جھوٹ چھپے گا کیسے نبھے گا اور ایک جھوٹ کو نباھنے کے لیے دس جگہ دس باتیں کرنا پڑتی ہیں دس قسم کی باتیں سوچنا پڑیں گی۔ لہٰذا جھوٹ بولنا ہی چھوڑ دے صحیح بات اور سچی کرتا رہے۔

اخلاق میں اچھائی: وحسن خلیقۃ یہ جو اچھے اخلاق ہیں ان کی بڑی فضیلت حدیث میں آئی ہے۔ اس واسطے کہ اچھے اخلاق کا ہر وقت قائم رہنا اس کا مظاہرہ کرنا یہ بہت مشکل کام ہے کبھی اپنی طبیعت سکون پر ہوتی ہے، کبھی طبیعت بے چین ہوتی ہے۔ کبھی طبیعت پر کوئی اثر کبھی کوئی اثر ان اثرات کو دبا کر دوسروں کے لیے سکون کا باعث بنے رہنا یہ اخلاق کی بات ہے۔ آدمی کسی سوچ میں (پریشان) بیٹھا ہو۔ اس سے کوئی آدمی بات کرنی چاہتا ہو تو وہ کہے گا میں بات نہیں کر سکتا اور بداخلاقی سے جواب دے تو یہ غلط ہو گا فضیلت اس میں نہیں ہے فضیلت اس میں ہے کہ اس وقت بھی اس سے اخلاق کے ساتھ بات کرے کوئی معذرت کرنی ہو تو وہ بھی اخلاق کے ساتھ کرے۔ راستہ میں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ راستہ چلنے والے پوچھتے ہیں کدھر جا رہا ہے راستہ۔ وہ سوچتا ہے ایک کو بتایا تھا تو دوسرا آگیا۔ سودا تولوں یا اس کو جواب دوں تو وہ کڑوی بات کرتا ہے۔ کڑوی بات نہ کرے یہ کام بہت مشکل ہے کہ انسان اپنے اخلاق میں کڑواہٹ نہ آنے دے۔ حُسن قائم رکھے تو جب مشکل ہے تو اجر بھی زیادہ ہو گا۔

کھانے میں پاکیزگی: چوتھی فضیلت تھی "عفۃ طعمۃ" کھانے میں پاکیزگی ملحوظ رکھنی کہ حرام نہ آنے پائے۔ رزقِ حرام کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ جو جسم حرام رزق سے پیدا (بنا) ہوا ہو اس کی جگہ جہنم ہے۔ آدمی حلال کمائے چاہے تھوڑا ہو۔ وہ ٹھیک ہے، لیکن بُرائی حرام سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب یہ چیزیں کسی آدمی کو حاصل ہو جائیں تو اگر اور کچھ دُنیا میں حاصل نہ بھی ہو تو بس یہی کافی ہے یعنی خداوند کریم کا قُرب اور اس کی خوشنودی حاصل ہو گی، کیونکہ ایک مُسلمان جو کام بھی کرتا ہے اُسے بتایا ہی یہ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سامنے رکھے تو جب اس کا دن رات اسی میں صرف ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس پر اجر ملے گا اور اس کا قرب حاصل ہو گا۔ کفارہ سیئات ہو گا اور نیکیوں میں اضافہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کا یہ مضمون ماہنامہ انوارِ مدینہ ج ۴ ش ۴ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ میں چھپا تھا۔ اس کی ضرورت اور افادیت کے پیشِ نظر دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

مسائلِ

زکوٰۃ

"جس شخص نے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، قیامت میں اس کا مال ایک زہریلا اژدہا بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا جو اس کو کاٹتا رہیگا اور یہ کہ کر کاٹے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں"۔ (حدیث)

"ہمارے ایک معزز دوست نے توجہ دلائی کہ بہت سے اصحابِ استطاعت لوگ زکوٰۃ کے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ جیسے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور اگر وہ مسائل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آسان زبان میں مسائل نہیں ملتے، اور مشکل زبان جس میں عربی الفاظ آتے ہوں سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور ایسے مضمون کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لیے سہل زبان میں یہ کچھ مسائل درج کیے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی صاحب زکوٰۃ کے اور مسائل دریافت کرنا چاہیں تو وہ بھی دریافت کرلیں تاکہ یہ مجموعہ مختصر رسالہ کی صورت میں بھی طبع کرا دیا جائے"۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

سوال: زکوٰۃ کی مذہبی نوعیت کیا ہے؟

جواب: زکوٰۃ فرض ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے، اس کا منکر کافر ہے اور اس پر عمل نہ کرنے والا گنہگار ہے۔

سوال: کیا زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے نیت ضروری ہے؟

جواب: نیت ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

سوال: زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی شرح مال تجارت، سونے اور چاندی کا چالیسواں حصّہ ہے۔ یعنی سو روپے پر ڈھائی روپے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

سوال: زکوٰۃ کس سرمایہ پر ادا کرنا ہوگی؟

جواب: نقد، زیور (چاہے استعمال میں آتا ہو یا رکھا رکھا ہو) سونا چاندی اور کاروباری سرمایہ خواہ وہ نقد ہو یا مال کی اتنی قیمت[۱] اور مالیت ہو اور جو مال قرض میں دیا ہُوا ہو سب سرمایہ پر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

سوال: نصاب زکوٰۃ کیا ہے؟

جواب: ساڑھے باون[۲] تولے چاندی، ساڑھے[۳] سات تولے سونا یا اتنی قیمت کا مال تجارت یا نقد موجود ہو تو زکوٰۃ دی جائے گی۔

سوال: "صاحبِ نصاب" سے کیا مراد ہے؟

جواب: جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے شریعت نے اُن کی خاص خاص مقدار مقرّر کر دی ہے۔ اس مقرّرہ مقدار کو "نصاب" کہتے ہیں اور اتنی مقدار جس کے پاس ہو اُسے "صاحبِ نصاب" کہتے ہیں۔

سوال: کیا جائداد و عمارات پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: جائداد اور عمارتوں پر خواہ رہائشی ہوں یا کرایہ پر دی ہوئی ہوں[۴] اُن پر زکوٰۃ نہیں۔ جو اُن سے آمدنی ہوگی وہ سال کے ختم پر دیکھی جائے گی اور اس پر حساب لگا کر زکوٰۃ دی جائے گی۔

---

[۱] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوٰۃ صرف تجارتی مال سے حاصل شدہ رقم پر ہوتی ہے جو نقد کی صُورت میں موجود ہو، تجارتی مال پر نہیں ہوتی، یہ خیال بالکل غلط ہے زکوٰۃ تجارتی مال اور اس سے کمائی ہُوئی رقم دونوں پر ہوتی ہے۔ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ [۲] ۶۱۲ء۳۵ گرام [۳] ۸۷ء۴۷۹ گرام۔

[۴] یعنی جو عمارتیں کرایہ پر دی ہُوئی ہیں۔ ان سے حاصل شدہ کرایہ اگر اتنی مقدار میں ہے کہ وہ تنہا ۲/۱ ۵۲ تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتا ہے تو اُس پر سال کے بعد زکوٰۃ دینی ہوگی، اور اگر تنہا کرایہ تو اتنا نہیں ہے، لیکن کرایہ سے حاصل شدہ رقم اور دوسری اشیاء (سونا چاندی، مال تجارت، کیش رقم) مل کر ۲/۱ ۵۲ تولہ چاندی کی مالیّت کو پہنچ جاتی ہیں تو پھر سب کو ملا کر حساب کر کے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

سوال : زکوٰۃ سے اور اس قسم کی کیا کیا چیزیں مستثنیٰ ہیں ؟

جواب : جائداد کے علاوہ مشینری کے اوزار، فرنیچر، برتن، کپڑے خواہ وہ کسی تعداد میں ہوں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

سوال : زکوٰۃ کس کس کو دی جا سکتی ہے ؟

جواب : یہ سوال بڑا مفید ہے۔ اس کا جواب سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے کہ زکوٰۃ اس کو دی جائے گی (جو نصابِ زکوٰۃ کا مالک نہ ہو، اور) جس کے پاس استعمالی ضرورت سے زیادہ سامان بھی نہ ہو۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس گھر میں قیمتی فالتو سامان پڑا ہو مثلاً تانبے کے برتن اور قالین وغیرہ جو وہ استعمال میں نہیں لاتا (یا ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹیلیویژن اور زائد از ضرورت فرنیچر وغیرہ) تو اس سامان کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا، اگر اس سامان کی قیمت بقدرِ نصاب بن جاتی ہے۔ یعنی ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کے برابر، تو یہ شخص زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوگا۔ اگر اپنے آپ کو غریب کہہ کر زکوٰۃ لے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔ ایسا شخص نہ زکوٰۃ لے سکتا ہے نہ صدقہ فطر، بلکہ ایسے آدمی پر تو خود صدقہ فطر دینا واجب ہوتا ہے اور قربانی بھی اور یہ بھی سمجھ لیجیے کہ زکوٰۃ اپنی اُصول یعنی ماں باپ یا اُن کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا نانی کو نہیں دی جا سکتی۔ ایسے ہی فروع یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی، نواسہ نواسی کو بھی نہیں دی جا سکتی۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو نہیں دے سکتی۔

سیّدوں کو وہ حسنی ہوں یا حسینی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی دوسری اولاد کو جنہیں علوی کہتے ہیں۔ حضرت عقیلؓ حضرت جعفرؓ طیّار کی اولاد کو بھی جو جعفری کہلاتے ہیں اور حضرت عبّاسؓ بن عبد المطلب کی اولاد کو بھی جو عبّاسی کہلاتے ہیں اور اگر کوئی حضرت حارثؓ بن عبد المطلب کی اولاد میں ہوں تو اُنہیں بھی، غرض ان سب خاندانوں کو زکوٰۃ دینی اور اُنہیں لینی منع ہے۔

سوال : مدارس اسلامیہ میں زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : ہاں طالب علموں کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے اور مدارس کے مہتمموں کو اِس کے لیے کہ وہ طالب علموں پر خرچ کریں، دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

سوال : کیا غیر مُسلم کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے ؟

جواب : نہیں۔

سوال : زکوٰۃ کی رقم فوری ادا کرنی چاہیے یا مناسب موقع کے انتظار میں یہ رقم روکی بھی جا سکتی ہے ؟

جواب : دونوں صُورتیں جائز ہیں، لیکن جلدی دینا افضل ہے ۔

سوال : بعض لوگوں کو کہتے سُنا ہے کہ نقد رقم نہ رکھو ورنہ زکوٰۃ دینی ہوگی، اس لیے جائداد خرید لو، ایسے لوگوں کے لیے شریعت کا کیا حُکم ہے ؟

جواب : ایسا کرنا مناسب نہیں۔ ایسا کرنے سے غریبوں کا حق مارا جاتا ہے ۔

سوال : کاروباری اداروں کو سرمایہ کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرنی چاہیے ؟

جواب : مثال کے طور پر یہ خاکہ ملاحظہ فرمائیں ۔

بلڈنگ فرنیچر کھاتہ ــــــــ	۳۰۰۰۰/۰۰	مستثنیٰ ہے ۔
مشینری کھاتہ ــــــــ	۴۰۰۰۰/۰۰	
بینک کھاتہ ــــــــ	۲۰۰۰۰/۰۰	سرمایہ کھاتہ مالک فرم ۲۰۰۰۰۰/۰۰
اُدھار کھاتہ ــــــــ	۶۵۰۰۰/۰۰	
اسٹاک کھاتہ ــــــــ	۴۰۰۰۰/۰۰	
نقد باقی ــــــــ	۵۰۰۰/۰۰	
کُل ــــــــ	۲۰۰۰۰۰/۰۰	
زکوٰۃ سے مستثنیٰ ــــــــ	۷۰۰۰۰/۰۰	
بقایا رقم جس پر۔ زکوٰۃ ادا کرنی ہے	۱۳۰۰۰۰/۰۰	

جو مال بغرضِ تجارت خرید و فروخت میں نہ آئے وہ مستثنیٰ ہے، جیسے سامان رکھنے کے برتن، دکان میں استعمال ہونے والا فرنیچر (یا اوزار، اور مشینری) وغیرہ ۔

سوال : مویشی یعنی، بھیڑ بکری کا کاروبار کرنے والا، مویشیوں کی قیمت لگاکر اس قیمت پر زکوٰۃ

ادا کرے گا یا مویشیوں کی تعداد کے مطابق ؟

جواب : جو جانور تجارت کے لیے ہوں اُن کی موجودہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دی جائے گی۔

سوال : سواری کے لیے گھوڑا گاڑی یا موٹر ہو تو ان پر زکوٰۃ ہو گی یا نہیں ؟

جواب : نہیں۔

سوال : ایک شخص کے پاس دس ہزار روپے تھے، اُن پر سال گزر گیا، وہ زکوٰۃ کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ سارے روپے چوری ہو گئے، کیا اس صُورت میں اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا معاف ہو گئی۔

جواب : سارا مال چوری ہو جانے یا سارے کا سارا مال خیرات کرنے سے زکوٰۃ معاف ہو جاتی ہے۔

سوال : زکوٰۃ کا مال مستحق کو خود دینا ضروری ہے یا کسی اور کے ذریعہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

جواب : خود بھی دے سکتا ہے اور کسی دوسرے شخص کے ذریعہ بھی۔

سوال : ایک مالدار مسافر کا سارا مال ضائع ہو گیا۔ گھر میں اگرچہ اس کا بہت مال موجود ہے لیکن اس وقت اس کے پاس کچھ نہیں رہا تو کیا اُسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

جواب : جی ہاں ایسے مسافر کو جو حالتِ سفر میں محتاج ہو گیا ہو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، چاہے اس کے گھر میں اس کے لاکھوں روپے ہی کیوں نہ ہوں۔

سوال : زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنانا یا مُردے کا قرض ادا کرنا یا مُردے کا کفن وغیرہ تیّار کرنا کیسا ہے؟

جواب : ان صُورتوں میں زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی، کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت ہو گی کہ جب کوئی محتاج اُسے لے۔ (زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے شرط ہے کہ جسے زکوٰۃ دی جائے اُسے زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے)

سوال : ایک شخص نے کسی کو زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں معلوم ہُوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سیّد ہے، تو کیا وہ شخص دوبارہ زکوٰۃ دے یا زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

جواب : اگر دینے والے نے مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اسی طرح اُس شخص کی بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے جس نے تاریکی میں اپنی ماں یا دوسرے ایسے رشتہ دار کو جسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ زکوٰۃ دے دی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایسا رشتہ دار ہے جو اُس کی زکوٰۃ کا مستحق نہیں۔ اور اگر کسی نے کسی کو زکوٰۃ دی اور بعد میں معلوم ہُوا کہ وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہُوئی۔ پھر ادا کرنی ہو گی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مذکورہ بالا صُورتوں میں مالدار سیّد اور رشتہ دار کو یہ معلوم ہو گیا

کہ یہ زکوٰۃ کی رقم تھی تو واپس کر دیں۔

سوال: ایک شخص سال کے اوّل اور آخر میں مالک نصاب تھا۔ مثلاً اس کے پاس اتنے روپے تھے جو ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بنیں، لیکن درمیان سال میں کچھ پیسے خرچ ہوگئے اور کچھ دنوں وہ مالک نصاب نہیں رہا تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔

جواب: جو شخص سال کے اوّل اور آخر میں نصاب کا مالک ہو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ چاہے سال کے درمیان میں مال نصاب سے کم ہوگیا ہو۔ ہاں اگر سال کے درمیان میں اس کا سارے کا سارا مال ضائع ہوگیا اور سال کے آخر میں پھر کہیں سے مل گیا، تو اب گزشتہ سال کی زکوٰۃ اس پر نہیں ہے بلکہ جب سے دوبارہ مال آنا شروع ہوا ہے اس وقت سے اس کا مالی سال شروع ہوگا

سوال: اگر مال سال گزرنے سے چند ہی روز پہلے جاتا رہا تو زکوٰۃ ہوگی یا نہیں۔

جواب: نہیں۔

سوال: ایک شخص کے پاس تین ہزار روپے موجود ہیں (گویا وہ صاحب نصاب ہے) لیکن یہ اتنے ہی روپوؤں کا قرضدار بھی ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

سوال: ایک تاجر کے پاس ابتداءِ سال میں تین ہزار روپے تھے جن سے اس نے تجارت شروع کی۔ سال کے آخر میں اس کے پاس پانچ ہزار روپے جمع ہوگئے تو کیا اس تاجر کو صرف تین ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یا پانچ ہزار کی۔

جواب: اسے پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

سوال: اگر کسی نے سال گزرنے سے پہلے ہی اپنی زکوٰۃ ادا کر دی تو کیا ادا ہوجائے گی۔

جواب: ادا ہوجائے گی۔

(سوال: جس کو زکوٰۃ دی جائے اسے یہ بتا دینا کہ یہ مال زکوٰۃ ہے ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: یہ ضروری نہیں بلکہ اگر انعام کے نام سے یا کسی غریب کے بچّوں کو عیدی کے نام سے دے دو جب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔)

سوال: زرعی زمین یا باغ سے پیداوار پر عُشر ہے۔ عُشر کے کیا معنیٰ ہیں اور اس کی ادائیگی کا کیا

طریقہ ہے۔

جواب: عُشر کے معنی ہیں دسواں۔ پیداوار پر جو زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اس کے قاعدے الگ ہیں اور نام بھی الگ ہیں۔ اگر زمین بارانی ہے یا نہر سے پانی دیا جاتا ہے تو اُس میں عُشر یعنی دسواں حصہ خُدا کے نام پر مصارف زکوٰۃ میں دیا جائے گا اور ایسی زمین عُشری کہلائے گی۔ اور اگر رہٹ وغیرہ سے آبپاشی ہوتی ہے تو اس میں بیسواں حصہ نکالا جائے گا۔

صدقۂ فطر

صدقہ فطر ہر اس مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے یا زکوٰۃ تو فرض نہیں، لیکن نصاب کی برابر قیمت کا اور کوئی مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہے چاہے اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

صدقہ فطر نابالغ اولاد کی طرف سے بھی دیا جائے گا۔ اگر نابالغ اولاد خود مالدار ہو تو باپ کے ذمہ نہیں بلکہ ان ہی کے مال میں سے باپ اُن کی طرف سے صدقہ ادا کردے۔

یہ صدقہ عید کے دن صُبح صادق ہوتے ہی واجب ہوجاتا ہے۔ اگر کسی نے عید سے پہلے رمضان میں صدقہ دے دیا تو بھی ادا ہوجائے گا۔

صدقہ فطر فی کس پونے دو سیر (احتیاطاً پورے دو سیر) گیہوں یا اتنے گیہوں کی قیمت دی جائے۔
صدقہ فطر ان لوگوں کو دیا جائے گا جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی انہیں صدقہ بھی نہیں دیا جا سکتا۔

ماہنامہ
انوارِ مدینہ
لاہور

اِس دینی رسالہ سے آپکا تعاون آپ کے اجر اور اسکے استحکام، بقاء اور ترقی کا باعث ہوگا۔

★ اِس کے خریدار بنیئے اور دوسروں کو خریدار بنائیے۔
★ اِس میں اشتہار دیجئے اور دوسروں سے دلوائیے
★ اِس کے لیے مضامین لکھیئے اور اپنے مضمون نگار دوستوں کو اس کیلئے مضمون لکھنے کی ترغیب دیجئے۔

یا رب

تری طلب میں ہی اَب مطمئن ہے جی یارب
عبث ہے میرے لیے غم ہو یا خوشی یارب

اِسی لیے مَیں ترے دَر پہ آ کے بیٹھ گیا
ملا نہ کوئی بھی تجھ سا مجھے سخی یارب

کڑی گھڑی میں جب احباب ہو گئے غائب
تو ایک تُو ہی تھا نظروں میں اُس گھڑی یارب

مَیں تیرا بندہ ہُوں تو بخش بندگی کا ہُنر
ادا ہو مجھ سے بھی کچھ حقِ بندگی یارب

ہر ایک شئے کی حقیقت کو جس سے دیکھ سکوں
تو بخش دیدہ و دل کو وہ روشنی یارب

مَیں لڑکھڑا کے جہنّم میں گر پڑوں نہ کہیں
کہ پُل صراط سی ہے راہِ راستی یارب

یہ کِس نے چھین لیا جوہر آدمیّت کا
کہ آدمی سے ہے بیزار آدمی یارب

وہ جن کی آنکھوں میں آنسو ہیں تو انھیں دیدے
یہ میرے ہونٹوں سے لے کر مری ہنسی یارب

لہو ہے، لاشیں ہیں، آنسو ہیں، شور و شیون ہے
کہاں گئی تری دُنیا کی دلکشی یارب

بچاؤں کیسے، مَیں کمزور، فتنہ گر ہیں قوی
یُونہی رہا تو یہ دُنیا اُجڑ گئی یارب

بنا لیا ہے تجارت تری عبادت کو
یہ دیکھ اپنی محبّت کے مُدّعی یارب

بُتوں کے سامنے پھر سجدہ ریز ہیں بندے
تو بھیج دے کوئی محمُودؒ غزنوی یارب

تو دِل میں آگ محبّت کی اِس قدر بھر دے
امیںؔ کی آنکھوں میں ہر دم رہے نمی یارب

ہدیہ تبریک

شاعرِ اسلام جناب سیّد امین گیلانی زید مجدہٗ حلقۂ اہلِ حق کے ممتاز ترین شاعر ہیں "انوارِ مدینہ" کا دوبارہ اجراء ہُوا تو آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ آپ نے پرچہ کے نگران سیّد رشید میاں حفظہ اللہ کے نام خط میں رسالہ ملنے پر انتہائی مسرّت کا اظہار فرمایا اور حوصلہ افزائی فرماتے ہُوئے ایک شعر رقم فرمایا ———

؎ یُوں ہُوا خوش مَیں جو "انوارِ مدینہ" آیا
جیسے قبضے میں پُر از دُر ہو سفینہ آیا

نیز مندرجہ بالا تازہ نظم ارسال فرمائی جو پیش کی جا رہی ہے۔

نعیم الدّین

مولانا نعیم الدّین صاحب
فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

شبِ براٗت

فضائل و مسائل

ماہِ شعبان کی فضیلت یُوں تو ہر دن ہر مہینہ ہر سال ہی محترم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہُوا ہے مگر کچھ دن اور مہینے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا کی ہے اُن میں سے ایک مہینہ شعبان المعظّم کا بھی ہے، اس مہینہ کی احادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

"شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا" (مسند فردوس دیلمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم یُوں دُعا فرماتے۔

"یا اللہ رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمارے لیے برکت فرما اور خیریت کے ساتھ ہم کو رمضان تک پہنچا۔" (ابن عساکر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

"جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (شعبان میں) اتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اَب آپ افطار نہ کریں گے اور کبھی آپ افطار کیے جاتے (یعنی روزے ہی نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اَب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور مَیں نے آپ کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینے سے زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہُوئے نہیں دیکھا۔" (بُخاری مسلم)

اس حدیث کے پیشِ نظر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے؟ تو اس کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے، چنانچہ

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسامہ رضؓ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مَیں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہُوئے دیکھتا ہُوں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ

"شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں، اس مہینہ میں اللہ رب العلمین کے حضور میں لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ میری آرزُو یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔"

(نسائی)

شبِ برائت کی فضیلت

ماہ شعبان المعظّم میں ایک رات آتی ہے جو بڑی فضیلت والی رات ہے۔ اس رات کے کئی نام ہیں ① لیلۃ البراءۃ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات ② لیلۃ الصّک یعنی دستاویز والی رات ③ لیلۃ المبارکۃ یعنی برکتوں والی رات۔

عُرفِ عام میں اسے شبِ برائت کہتے ہیں، شب کے معنی فارسی زبان میں رات کے ہیں اور برائت عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔ یہ شعبان کی پندرہویں شب کو ہوتی ہے احادیث مبارکہ میں اس شب کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں۔" (ترمذی و ابن ماجہ)

کہتے ہیں کہ عرب میں اس قبیلہ کے پاس تقریباً بیس ہزار بکریاں تھیں، اندازہ فرمائیے کہ بیس ہزار بکریوں کے کتنے بال ہوں گے؟ اُن کا شمار کرنا بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اس رات میں اتنے لوگ دوزخ سے بری کیے جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ

جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ

کیا کوئی بخشش کا طلبگار ہے کہ مَیں اس کو بخش دُوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ مَیں اسے

رزق دوں کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ مَیں اسے (تکلیف) سے نجات دوں کیا کوئی ایسا ہے۔ کیا کوئی ایسا ہے؟ غرض تمام رات اسی طرح دربار رہتا ہے اور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے حتّٰی کہ فجر ہو جاتی ہے (اور دربار برخاست ہو جاتا ہے۔) (بیہقی)

شب برائت میں کیا ہوتا ہے؟

حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہُوئے فرماتے ہیں۔

"تمہیں معلوم ہے شعبان کی اس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے؟ اُنھوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے۔" (بیہقی)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ روزی وغیرہ تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے پھر اس کا کیا مطلب کہ اس شب میں انسان کو ملنے والی روزی لکھ دی جاتی ہے؟ اس اعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کر کے ان فرشتوں کے سُپرد کر دی جاتی ہے جن کے ذمّہ یہ کام ہیں۔

الغرض اس رات میں پُورے سال کا حال قلمبند ہوتا ہے۔ رزق، بیماری، تنگی راحت و آرام، دُکھ، تکلیف حتّٰی کہ ہر وہ شخص جو اس سال پیدا ہونے یا مرنے والا ہو اس کا وقت بھی اسی شب میں لکھا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس مہینے کی پندرہویں شب میں مَلک الموت (عزرائیل علیہ السّلام) کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اور حُکم دیا جاتا ہے کہ پُورے سال میں مرنے والوں کے نام اس رجسٹر سے نقل کر لو۔ کوئی آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے، کوئی نکاح کرتا ہے، کوئی کوٹھی اور بلڈنگ بنوانے میں مشغول ہے، مگر اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا پندرہویں شب میں معمول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ
"ایک رات رُسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم میرے گھر تشریف لائے اور لباس تبدیل فرمانے لگے، لیکن پُورا لباس اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہو گئے اور لباس زیب تن فرمایا، اس پر مجھے سخت رشک آیا اور گمان ہُوا کہ آپ میری کسی سوکن کے یہاں جا رہے ہیں، آپ کی روانگی کے بعد مَیں بھی پیچھے پیچھے چلی یہاں تک کہ مَیں نے آپ کو "بقیع غرقد" (جنت البقیع) میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ مُسلمان مرد و زن اور شہدائ کے لیے مغفرت طلب فرما رہے ہیں، یہ دیکھ کر مَیں نے دل میں کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اللہ کے کام میں مشغول ہوں اور مَیں دنیاوی کام میں لگی ہُوئی ہوں اس کے بعد میں لوٹ کر اپنے حجرہ میں آئی۔ مَیں لمبی لمبی سانس لے رہی تھی کہ اتنے میں آپ تشریف فرما ہُوئے اور فرمایا عائشہ کیا بات ہے سانس کیوں پھُول رہا ہے؟ مَیں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تشریف لا کر لباس تبدیل فرمانے لگے، ابھی لباس اُتارنے بھی نہ پائے تھے کہ دوبارہ لباس زیب تن کیا اس پر مجھے رشک آیا اور خیال ہُوا کہ آپ کسی اور زوجہ کے گھر تشریف لے جا رہے ہیں تا آنکہ مَیں نے آپ کو قبرستان میں دُعا میں مشغول دیکھا، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ اور اُس کا رُسول تم پر کوئی ظُلم و زیادتی کرے گا؟ واقعہ یہ ہے کہ جبریل میرے پاس آئے اُنھوں نے کہا کہ آج شعبان کی پندرہویں شب ہے جس میں قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں، اور مُشرک، کینہ ور، قطع تعلقی کرنے والے، بدسلوک، غرور سے زمین پر لباس گھسیٹ کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور عادی شراب خور کی طرف اس شب نظرِ کرم نہیں فرماتے، اس کے بعد آپ نے لباس اُتارا اور فرمایا اے عائشہ شب بیداری کی اجازت ہے۔ مَیں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان بصد شوق۔

چنانچہ آپ کھڑے ہو گئے اور عبادت کرنے لگے۔ دورانِ نماز ایک بڑا لمبا سجدہ کیا جس پر مجھے آپ کی قبضِ رُوح کا گمان ہُوا مَیں اُٹھ کر آپ کو دیکھنے بھالنے لگی۔ مَیں نے آپ کے تلووں کو ہاتھ لگایا تو اُن میں حرکت تھی۔ اس پر مجھے خوشی ہُوئی۔ مَیں نے آپ کو سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا۔

"اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ

عَلٰی نَفْسِكَ"۔

صُبح کو مَیں نے آپ سے ان دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ ان دُعاؤں کو یاد کر لو اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دو کیونکہ جبریلؑ نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں۔"

(ما ثبت بالسنۃ ص ۱۷۳)

شب برائت میں کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی ؟

بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اس برکت والی رات میں بھی رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں اور ان پر نظرِ عنایت نہیں ہوتی۔ ذیل میں ایسے بدقسمت لوگوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

۱۔ مُشرک، ۲۔ جادُوگر، ۳۔ کاہن اور نجومی، ۴۔ ناجائز بُغض اور کینہ رکھنے والا، ۵۔ جلّاد، ۶۔ ظُلم سے ٹیکس وصول کرنے والا، ۷۔ باجہ بجانے والا اور اُن میں مصروف رہنے والا، ۸۔ جُوا کھیلنے والا، ۹۔ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، ۱۰۔ زانی مرد و عورت، ۱۱۔ والدین کا نافرمان، ۱۲۔ شراب پینے والا اور اُس کا عادی، ۱۳۔ رشتہ داروں اور مُسلمان بھائی سے ناحق قطع تعلقی کرنے والا۔

یہ وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کی اس بابرکت رات میں بھی بخشش نہیں ہوتی اور رحمتِ خُداوندی سے محروم رہتے ہیں، اس لیے ہر مُسلمان کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالے اور غور وفکر کرے کہ کہیں ان عیبوں میں سے میرے اندر تو کوئی عیب اور بُرائی نہیں، اگر ہو تو اس سے توبہ کرے اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے یہ خیال نہ کرے کہ میرے اتنے اور ایسے گناہ کیسے معاف ہوں گے۔ یہ شیطانی خیال ہے۔

پندرہویں شعبان کے روزہ کا حُکم

پیچھے گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ خاص طور پر پندرہویں شب کے روزے کے متعلّق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ

"جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو قیام کرو (یعنی نمازیں پڑھو) اور (اگلے) دن کا روزہ رکھو۔" (ابن ماجہ)

شبِ برأت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے

۱- اس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔
۲- قبرستان جانا اور مسلمان مرد و زن کے لیے ایصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔
۳- اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اس شب میں صلوٰۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اکیلے قبرستان گئے تھے، اس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں۔ عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔

بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ایّامِ بیض کہتے ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ چراغاں نہ کیا جائے، کیونکہ اوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دوسرے اس میں اسراف ہے بہت سے لوگ اس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شریعت سے اس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شور و غوغا کرتے ہیں اس سے بچا جائے۔ اس کا سخت گناہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دوسرے کو پتہ نہ چلے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرام اس شب میں اس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے۔ سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

تحریکِ ولی اللّٰہی کا آخری جنرل

تحریر: حافظ تنویر احمد شریفی
ناظم مجلس یادگار شیخ الاسلامؒ پاکستان

صوفیانہ مسلک

حضرت امام مدنی نور اللہ مرقدہٗ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے اور پھر جب آپ مدینہ منوّرہ تشریف لے جانے لگے تو حضرت گنگوہی نے آپ کو اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے سلوک کی منازل طے کرنے کا حکم دیا اور آپ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ سے بھی آپ کو خلافت ملی اور بعد میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے بھی خلافت سے نوازا۔ آپ نے اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں بھی بہت بڑا کام کیا۔ جن خوش نصیبوں نے آپ سے منازل سلوک کی تکمیل کر کے خلافت حاصل کی اُن کی تعداد ۱۶۷ ہے۔

شیخ ہندؒ و شیخ مدینہؒ کی گرفتاری

اس وقت تک حضرت شیخ الاسلامؒ، حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک سے وابستہ نہیں تھے۔ ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہندؒ حجاز پہنچے اور حج کا ارادہ کیا اور مسلم ممالک کو انگریز کے خلاف اُبھارنا بھی مقصود تھا۔ حج سے فراغت کے بعد جب شیخ الہندؒ مدینہ پہنچے تو حضرت مدنی کے ہاں قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ دوسرے حج کے بعد شیخ الہندؒ کی گرفتاری کا حکم آیا۔ وہ اس وجہ سے کہ حاکم حرمین شریفین شریف مکّہ نے انگریز کے اشارہ سے تُرکوں سے بغاوت کر دی۔ اس کے بعد انگریز آقاؤں کے حُکم پر اُس نے حضرت شیخ الہندؒ

اُوپر آ پڑا۔

مقدمۂ کراچی

۸-۹-۱۰- جولائی ۱۹۲۱ء میں کراچی میں عظیم الشّان اجلاس خلافت کمیٹی کا ہُوا۔ جن میں مولانا محمّد علیؒ جوہر اور مولانا شوکت علی بھی شریک تھے اور تحریک ترک موالات زوروں پر تھی۔ اس اجلاس میں امام مدنیؒ نے ایک تجویز پیش فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"انگریز کی فوج میں ملازم رہنا، بھرتی ہونا، یا اس کی دوسروں کو ترغیب دینا حرام ہے اور ہر مُسلمان کا یہ فرض ہے کہ جو لوگ فوج میں ہیں اُن تک یہ حکم پہنچائے اور فوج سے علیحدہ ہو جانے کی ترغیب دے۔ مولانا محمّد علیؒ اور دیگر لیڈروں نے اس تجویز کی حمایت کی۔"

چنانچہ اس تجویز کے جُرم میں امام مدنیؒ، محمّد علی جوہرؒ اور شوکت علی گرفتار کر لیے گئے اور کراچی کے خالق دینا ہال میں مقدمہ چلا۔ اور فیصلہ یہ سُنایا گیا کہ حسین احمد مدنی مع رفقاء کو دو دو سال قید بامشقت سزا دی جاتی ہے۔ اس زمانہ میں مولانا جوہرؒ نے امام مدنیؒ سے ترجمہ قرآن پڑھا۔

رہائی کے بعد حضرت مدنیؒ کو جمعیت العلماء ہند کا صدر منتخب کیا گیا اور آپ جامعہ اسلامیہ سلہٹ میں ۱۹۲۷ء تک شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۳۴۶ھ میں آپ کو دارالعلوم دیوبند کا صدر مدرس حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کے مشورے سے مقرر کیا گیا۔

مسلم لیگ سے تعاون

۱۹۳۶ء میں قائدِ اعظم ایم اے جناح اور دوسرے مسلم لیگی زعماء نے دہلی میں جمعیتہ العلماء ہند کے اکابرین سے مل کر لیگ اور جمعیتہ اتحاد کے لیے کوششیں کیں اور جمعیتہ کو یقین دلایا کہ وہ حکومت پرست افراد سے سخت بیزار ہو چکے ہیں اور مُسلم لیگ سے غلط اور خوشامد پسند و حکومت نواز لوگوں کو نکال کر حرّیت پسند اور وطن دوست افراد کو لیگ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اس یقین دہانی کے بعد حضرت مدنیؒ نے پُورے ہندوستان کا دَورہ کیا اور مسلم لیگ کے لیے میدان ہموار کیا اور اس جماعت کے تنِ نیم جان میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ جس کا اعتراف چودھری خلیق الزماں نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنے خطوط میں کیا ہے، الیکشن میں کامیابی کے بعد قائدِ اعظم اپنے وعدہ پر قائم نہ رہ سکے اور جب اُن کو اُن

کا وعدہ یاد دلایا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ

"وہ تو سب پولیٹیکل وعدے تھے۔ان کا اعتبار کیا؟"

حضرت شیخ الاسلامؒ نے جب یہ مایوس کن صورتِ حال دیکھی تو آپ مُسلم لیگ سے علیحدہ ہو گئے۔

آپ کا ایک فارمولا جو "مدنی فارمولا" کے نام سے مشہور ہے بڑا اچھا تھا جس کے متعلق خطیب الامّت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ اگر اس پر عمل کیا جاتا تو آج یہ نقشہ نہ ہوتا۔

بہر کیف!

آپ کی زندگی پر یہاں مختصر سے کالم میں اتنا لکھا جاسکتا ہے۔آپ کے حالات کے لیے مستقل کئی ضخیم دفتروں کی ضرورت ہے جس پر کئی لوگوں نے کام کیا ہے۔

مجلس یادگار شیخ الاسلام کا قیام

متوسلین شیخ الاسلامؒ کے اصرار پر ارباب جمعیتہ اور صدر جمعیتہ العلماء ہند سیدی و مرشدی امیر الہند حضرت مولانا سیّد محمد اسعد مدنی مدظلہم نے ۱۹ مارچ ۱۹۸۸ء میں شیخ الاسلامؒ سیمینار دہلی میں منعقد کیا جس میں پاکستان سے فقیہ الامّت حضرت مولانا محمّد یُوسف لدھیانوی، ولی کامل حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمانیؒ، حضرت مولانا قاضی احسان الحقؒ اور ڈاکٹر حافظ ابوسلمان شاہجہان پوری اور دیگر علماء کو مدعو کیا گیا، لیکن ان میں سے اکثر حضرات بعض قانُونی مجبوریوں کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے۔اس موقع پر جناب محترم حافظ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری نے پاکستان میں مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان" کی بُنیاد رکھّی۔اس مجلس کے پروگراموں میں حضرت مدنیؒ کے تصانیف، ملفوظات مکاتیب اور آپ کی خدمات کی نشر و اشاعت سرفہرست ہے اور سب سے بڑا کام حضرت کے تمام خلفاء و متوسلین کو پاکستان میں ایک جگہ میں جمع کیا جائے، ہے۔اس مجلس کے صدر حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہٗ اور جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ابوسلمان صاحب ہیں جبکہ دیگر اراکین میں حضرت مولانا محمّد طیّب کشمیری، قاری رشید احمد اور دیگر علماء شامل ہیں۔اس سلسلہ میں اس وقت سب سے اہم کام حضرت شیخ الاسلام کے سیاسی ڈائری" پر ہو رہا ہے جو انشاء العزیز جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

ممتاز تلامذہ

حضرت شیخ الاسلامؒ کے ممتاز تلامذہ میں حضرت مولانا محمد علی جوہر، شیخ طریقت حضرت مولانا سیّد

حامد میاں، حضرت مولانا سیّد ازہر شاہ قیصر، خطیب الامّت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، امام الدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور، محدّث کبیر حضرت مولانا عبد الحق، حضرت مولانا محمد متین الخطیب رحمہم اللہ حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی، حضرت مولانا مسیح اللہ خاںؒ، حضرت سید انظر شاہ کشمیری، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، حضرت مولانا سیّد دلدار علی غازی، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، حضرت مولانا سلیم اللہ خان اور حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی مدظلہم العالی، کے علاوہ صرف دار العلوم دیوبند سے تین ہزار آٹھ سو چھپن حضرات نے آپ سے دورۂ بخاری و ترمذی پڑھا۔

ہمعصر علماء

آپ کے ہمعصر علماء کرام میں حضرت علّامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا مفتی محمّد کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ امام الهند حضرت مولانا ابو الکلام آزادؒ، مجاہدِ ملّت حضرت مولانا حفظ الرحمانؒ شامل ہیں۔

شیخ الاسلامؒ علماء کی نظر میں

○ حکیم الامّت حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ "میں ان جیسی ہمّتِ مرداں کہاں سے لاؤں"۔ (حیرت انگیز واقعات)

حضرت مدنیؒ مولانا عبد الماجدؒ کو بیعت کے لیے حضرت تھانویؒ کے پاس از خود گئے۔ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ آپ پر مجھے اعتماد ہے بیعت آپ کریں یہ میرا حکم ہے۔ تعلیم میں کروں گا۔ (حکیم الامتؒ، از عبد الماجد دریابادیؒ)

○ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ "حضرت مولانا حسین احمد صاحب بہت شریف طبیعت کے ہیں باوجود سیاسی اختلاف ہونے کے بھی کوئی کلمہ خلاف حدود اُن سے نہیں سنا گیا"۔ (مکتوبات شیخ الاسلامؒ)

○ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنیؒ اس زمانے میں اولیاء اللہ کے امام ہیں"۔ (حیرت انگیز واقعات)

○ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے فرمایا کہ "میرے نزدیک ابوحنیفۂ زمانہ... مولانا مدنیؒ کی مدح میں کچھ لکھنے والا مادح خورشید مداح خود است کا مصداق ہے"۔ (ایضاً)

○ علّامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا مدنی دام فیوضہمؒ کے مقابلہ میں میرا نام لینا صرف آپ

کی چشمِ محبت کا کرشمہ ہے، ورنہ میں تو اُن کے جوتے کے تسمہ کھولنے کے بھی قابل نہیں۔" (ایضاً)

○ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رح نے فرمایا کہ "وہ اللہ کے ایسے مقبول بندے تھے کہ اُن کی ناراضگی خُدا کی ناراضگی اور اُن کی خوشنودی خُدا کی خوشنودی تھی۔" (بینات بنوری نمبر)

○ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی فرماتے ہیں کہ "حضرت مدنی قدس سرہٗ کا یہ عظیم احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ اُنہوں نے مجھے علمِ حدیث کی طرف متوجہ فرمایا۔" (البلاغ، مفتی اعظم نمبر)

پاکستان حضرت مدنی رح کی نظر میں

پاکستان بننے کے بعد حضرت مدنی رح سے کسی نے کہا کہ حضرت پاکستان بن گیا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے تو آپ نے فرمایا کہ

"جب تک مسجد نہ بنے تو اعتراض کیا جاسکتا ہے اور جب بن جائے تو فرش سے عرش تک مسجد ہے۔ پاکستان بن گیا ہے اب وہ فرش سے عرش تک ہے، اللہ اس کی حفاظت فرمائے۔

وفات

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو بعد نمازِ ظہر تحریک ولی اللٰہی کا آخری چراغ، حضرت شیخ الہند رح کی یادگار ہمیشہ کے لیے گل ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

انتقال کی خبر ہندوستان میں آگ کی طرح پھیل گئی اور جنازے میں ہزارہا مسلمان شریک ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رح نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مقبرۂ قاسمی میں تدفین ہوئی۔ حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہٗ کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔

بقیہ: سیرۃِ مُبارکہ

اور کوئی نہیں جو معبود اور اِلٰہ ہو[1]

○ جو کچھ وہ (مخالفین) کہتے ہیں اس پر ضبط و تحمّل سے کام لو[2] زیادہ سے زیادہ برداشت کی عادت ڈالو۔

○ دُنیاداروں سے کنارہ کرو (مگر خوبصورتی کے ساتھ[3]) یہ کنارہ کشی ایسی ہو کہ اپنے اندر جمال رکھتی ہو۔ نفرت نہ ہو بلکہ ایسی ہو جیسے طبیب، بیمار کی بیماری سے اپنا بچاؤ کرتا ہے مگر۔ اس طرح کہ اس بچاؤ میں بھی دلداری ہوتی ہے امراض کا علاج کرتا ہے، مریض کا دِل نہیں توڑتا۔

[1] ایضاً آیت ۱۰ [2] ایضاً آیت ۱۰ [3] ایضاً آیت ۱۰۔

مکتوبِ گرامی

امام الہندؒ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد وزیرِ معارف کے نام

(۱) سیدنا المحترم لازالت معالیکم في غاية من الارتقاء۔ اٰمین

غب اهداء السلام والتحية اللائقة بالمقام فالمعروض على سيادتكم ان الداعي وصل سلهٹ في الثالث من رمضان صباحاً من كل خير وسلامة وحيث ان المواصلات السلكية والكتابية الیٰ هذه الساعة منقطعة اقتضت الظروف والاحوال ارسال حامل العريضة الیٰ جنابكم السامي فالمرجو من حسن الطافكم ان لا تغفلوا عن الاسعاف

بعد ہدیہ سلام مسنون کے خدمتِ اقدس میں عرض ہے کہ خاکسار ۳ رمضان المبارک کی صُبح مع الخیر سلہٹ پہنچا، چونکہ برقیات اور مراسلات کا سلسلہ منقطع ہے اس لیے حالات اس کے مقتضی ہُوئے کہ حاملِ رقعہ کو جناب کی خدمت میں بھیجوں مجھ کو جنابِ والا کے حسنِ اخلاق سے اُمید ہے کہ میری درخواست پر توجّہ فرمائیں گے۔

سيّدي! منذ وردت هذه الدّيار لم ازل اسمع الشكوى من جهة عدم تقرر الوزارة الاسلامية في القطر الآسامي وانها تسبب ضياع كثير من الحقوق الاسلامية في هذه الدّيار وكل من لقيني من الوطنيين

سیّدی! جب سے مَیں یہاں آیا ہوں، برابر یہ شکایت سُنتا ہُوں کہ صُوبہ آسام میں اسلامی وزارت قائم نہیں ہو رہی ہے، جس کی وجہ سے اسلامی مفاد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے، وطن پرست اشخاص اور ارکانِ جمعیۃ مجھ سے اس بات کی شکایت

او ارباب الجمعية يشتكى عن هذا الامر
ويحضنى على الاجتهاد والسعى حتى سمّت
فلزم توجه عزائمكم الى هذا المهم الحالى
اهل هذه الديار يقولون بالشدة ان الوزارة
الاسلامية فى هذا القطر تشتمل على ثلثة
مجالس فما بال الحكومة وكبار الوطنيين
يقتصرون على مجلس واحد فقط لابد لهم
من الاكمال۔ وان مولانا محمد ابراهيم
الجتولى ايضاً انشاء الله يقوم لفرائض الحكومة
بالجد التام والحذاقة وان لم يكن ماهراً
فى اللغة الانكليزية، واما مولوى
عبد الرشيد فتفحصت عن احواله فذكر
من جهة غاية الحذاقة فى جميع الفرائض
المفوضة وكذالك اللغة الانكليزية
المسئلة الثانية مسئلة المهاجرين
الى آسام من سكان بنكال فانها انقلبت
مسئلة مهمة فالمرجو من افضالكم ان
تعجلوا فيها بان من نزل هذه الديار سنة ۴۵
يترك ههنا ولا يخرج هذا وقد وجدت
القلق والانزعاج من هاتين المسئلتين
فى السياسة الموجودة وههنا مسئلة ثالثة
وهى انتخاب المسلمين فى مناديب الحزب
الوطنى اعنى الكانگرس فانها عادت

کر رہے ہیں اور مجھے اس کام کے لیے ترغیب
دے رہے ہیں، لہٰذا جناب والا اس مہم کو انجام
دینے کی طرف خصوصی توجّہ فرمائیں، اس صوبے کے
باشندوں کو اس بات کی زبردست خواہش ہے
کہ اس علاقے میں مجالس تین ہوتی تھیں، پھر کیا بات
ہے کہ حکومت اور زعمائے قوم صرف ایک مجلس کے قیام پر
اکتفا کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کو تینوں پوری کرنی چاہئیں
اور مولانا محمد ابراہیم صاحب اگرچہ انگریزی کے فاضل
نہیں ہیں، پھر بھی انشاء اللہ اپنے کارِ منصبی کو پوری
مہارت اور انتہائی جدّوجہد سے انجام دیں گے،
لیکن جہاں تک میں نے مولانا عبدالرشید صاحب
کے حالات کی تحقیق کی، موصوف بڑے تجربہ کار
اور انگریزی سے بھی کافی واقف ہونے کی وجہ سے
اپنے تمام فرائض کو باحسن وجوہ انجام دے سکیں گے۔
دوسرا مسئلہ ان مہاجرین کا ہے جو بنگال چھوڑ کر
آسام آرہے ہیں، یہ مسئلہ نہایت اہم اور نازک ہے۔
اُمید کہ جناب والا اس کو جلد از جلد حل فرمائیں گے
کہ جو شخص اس صوبے میں ۴۵ء تک آکر آباد ہو گیا ہے
اس کو یہاں رہنے دینا چاہیے، یہ دونوں سیاسی
مسائل سخت تردّد اور کش مکش کا باعث ہیں، یہاں
ایک تیسرا مسئلہ بھی ہے، یعنی کانگرس کے مندوبین کے
لیے مسلمانوں کا انتخاب، یہ مسئلہ بھی مسلمانوں کے
لیے سخت پیچیدہ ہے، کیونکہ ابناءِ وطن مسلمانوں کو

(باقی صفحہ ۵۵ پر)

مولانا نعیم الدّین صاحب
فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

ثمرات الاوراق

دو گناہوں پر اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ

دو گناہ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اعلانِ جنگ کیا ہے۔ ١۔ سود خوری، چنانچہ ارشادِ باری ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ٢ : ٢٧٩ پھر اگر نہیں چھوڑتے (سود کو) تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے ۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) ٢۔ اللہ کے دوست اور ولی سے دشمنی کرنا، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے کسی دوست اور ولی سے عداوت و دشمنی کرتا ہے میرا اُسے اعلانِ جنگ ہے"۔[1]

جب ہم تاریخ کو کھنگالتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے فرمان کے مطابق ہمیں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی نے بھی کسی اللہ والے کو ستایا اور اُس سے دشمنی کی، اس کا انجام بُرا ہوا! ذیل میں بطور عبرت چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا دل دکھانے والی عورت کا انجام

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ایک مکّار عورت اَرْدٰی بنت اویس نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ اُنھوں نے زبردستی اس کی کچھ زمین دبا لی ہے، اس پر حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بددُعا کی کہ الٰہی اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں پھوڑ دے اور اس کو اُسی زمین میں موت دے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے محمدؒ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس بڑھیا کو دیکھا کہ وہ اندھی ہو گئی تھی، دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید کی بددُعا

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۹۶۳

لے بیٹھی۔ جس زمین کے متعلق اس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس میں ایک کنواں تھا۔ ایک دن ایسا ہُوا کہ وہ چلتے چلتے اس کنویں میں گری اور مر گئی وہ کنواں ہی اس کی قبر بنا۔[۱]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا دل دکھانے والے شخص کا انجام

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلِ کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی دربارِ فاروقی میں شکایت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں بُلا کر حالات دریافت کیے، تفتیش پر آپ کو سچ اور اُن لوگوں کی شکایت کو غلط پایا۔ تاہم آپ نے اُنہیں معزول کر کے اُن کی جگہ حضرت عمار بن یاسرؓ کو وہاں کا گورنر بنا دیا اور کچھ لوگ حضرت سعدؓ کے ساتھ کوفہ روانہ کیے، تاکہ وہ وہاں کے لوگوں سے خود حالات معلوم کریں، چنانچہ سب نے حضرت سعدؓ کی تعریف و توصیف کی، سوائے ایک شخص ابو سعدۃ اسامۃ بن قتادۃ کے اس نے حضرت سعدؓ پر تین جھوٹے الزام لگائے۔ وہ یہ کہ ۱۔ یہ جہاد کے لیے نہیں نکلتے۔ ۲۔ مال غنیمت صحیح تقسیم نہیں کرتے۔ ۳۔ فیصلے صحیح نہیں کرتے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ جھوٹے الزامات سُن کر دلی تکلیف ہُوئی، آپ نے فرمایا، بخدا مَیں اس شخص کے لیے خدا کے حضور تین چیزوں کی دُعا کرتا ہُوں، اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھُوٹا ہے جو مکاّری سے شکایتیں سُنانے کے لیے کھڑا ہُوا ہے تو تُو اس کی ۱عُمر دراز کر دے، اس کی ۲محتاجی میں اضافہ کر دے، اور ۳اُس کو فتنہ و فساد میں مُبتلا کر دے۔ حضرت سعدؓ کی اس بد دُعا کے بعد لوگوں نے اسے دیکھا کہ جب اس سے خیریت دریافت کی جاتی تو وہ بُوڑھا پھونس جواب دیتا کہ مَیں بُوڑھا ہو گیا ہُوں، میری عقل ماری گئی ہے اور مجھے سعدؓ کی بد دُعا لگ گئی ہے۔ حضرت جابرؓ کے شاگرد حضرت عبدالملک بن عمیرؒ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس بُوڑھے کو اس حال میں دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کو اس کی دونوں بھوؤں نے بالکل چھُپا لیا تھا اور وہ فقر و فاقہ کے ہاتھوں اتنا بے حیا ہو گیا تھا کہ راستہ میں لونڈیوں، باندیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا تھا۔[۲]

زیاد کا انجام

والیِ عراق زیاد نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ میں عراق کو دائیں ہاتھ میں لے چکا ہُوں۔ بایاں ہاتھ خالی ہے (گویا وہ حجاز کے بارے میں تعریض کر رہا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۵۴۶ [۲] بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۴

اس پر بھی حملہ کر کے قبضہ کر لوں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی "الٰہی زیاد کے بائیں ہاتھ سے ہماری کفایت فرما۔" نتیجۃً اُس کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا اور اُس نے زیاد کو ہلاک کر دیا"۔ [1]

حضرت سفیان ثوریؒ کو ستانے پر خلیفہ منصور عباسی کا انجام

"شیخ صفوی (متوفیٰ ۷۶۴ھ) ذکر کرتے ہیں کہ خلیفہ منصور کو یہ اطلاع ملی کہ سفیان ثوریؒ اس پر حق کو قائم نہ کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرتے ہیں جب منصور حج کے لیے گیا اور اُسے یہ معلوم ہُوا کہ سفیانؒ مکّہ میں ہیں تو اُس نے اپنے آگے ایک جماعت کو بھیجا اور اُن سے کہا کہ تم جہاں بھی سفیانؒ کو پاؤ پکڑ کر سولی دے دو، چنانچہ اُنھوں نے مکہ مکرمۃ پہنچ کر حضرت سفیان کو سولی دینے کے لیے لکڑی کھڑی کر دی، اس وقت حضرت سفیان ثوری مسجد حرام میں باین حالت تشریف فرما تھے کہ آپ کا سر حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی گود میں تھا اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی گود میں، آپ کے بارے میں کسی بھی اندیشہ کے پیشِ نظر آپ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے دُشمنوں کو اپنے اُوپر قابُو پانے کا موقعہ دے کر خوش نہ کیجیے، یہاں سے اُٹھ کر کہیں چُھپ جائیے، چنانچہ آپ اُٹھے اور مُلْتَزَم کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور فرمایا کعبۃ کے رب کی قسم منصور مکہ مکرّمۃ میں داخل نہیں ہو سکے گا، حالانکہ منصور جبل حَجُوْن (مکہ مکرمہ کی ایک پہاڑی) کے پاس پہنچ چکا تھا۔ جب وہ جبل حجون پہنچا، تو اس کی سواری پھسل گئی اور منصور سواری کی پیٹھ سے گرتے ہی مر گیا۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ مسجد حرام سے باہر تشریف لائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی"۔ [2]

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی گستاخی کا انجام

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"ایک روز والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنویؒ) کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابو حنیفہؒ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں، مجھے اُن سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں، والد صاحب کا چہرہ مبارک غصّہ سے سُرخ ہو گیا، اس کو حلقۂ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور بفحوائے اِتَّقُوْا

---

[1] نفحۃ العرب ص ۳۹ - [2] نفحۃ العرب ص ۳۸

فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دینِ حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہُوا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا ہے۔ اعاذنا اللہ من سوء الخاتمۃ۔[1]

میر ابراہیم سیالکوٹی مرحوم لکھتے ہیں "جب مَیں نے اس مسئلہ کے لیے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں اور حضرت امام صاحبؒ کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کُتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غُبار آ گیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہُوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سُورج پُوری طرح روشن تھا۔ یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا۔ گویا ظُلُمٰتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ کا نظارہ ہو گیا۔ معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو۔ مَیں نے کلماتِ استغفار دوہرانے شروع کیے، وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحب سے حُسنِ عقیدت اور بڑھ گئی اور مَیں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب سے حُسنِ عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معراج قدسیہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خطاب کر کے فرماتا ہے۔ اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی، مَیں نے جو کچھ عالمِ بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔"[2]

محبُوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ کو ستانے کا انجام

سلطان قطب الدین مُبارک خلجی حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاؒ سے بعض بے بُنیاد شہادت کی وجہ سے بدظن ہو گیا تھا اور کھُلے دربار میں اُن کے متعلق نامناسب الفاظ استعمال کیا کرتا تھا اور آپ کو ایذا پہنچانے کے موقع کی تلاش میں رہنے لگا تھا۔ دہلی میں اُس نے ایک جامع مسجد تعمیر کروائی جب وہ بن کر تیار ہو گئی تو اُس نے علماء و مشائخ کو حکم بھیجا کہ پہلے جمعہ کو اسی مسجد میں نماز ادا کریں، یہ حکم جب حضرت خواجہ صاحب کو سُنایا گیا تو آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ

"ہمارے قریب ہی مسجد ہے اُس کا ہم پر زیادہ حق ہے۔ ہم اسی جگہ نماز پڑھیں گے" دربار کی ایک پُرانی رسم تھی کہ تمام ائمہ و مشائخ اور صدور و اکابر نئے چاند کی مُبارکباد دینے کے لیے قصرِ شاہی میں

[1] سوانح مولانا داؤد غزنوی مرتبہ سیّد ابوبکر غزنوی ص ۳۸۴ [2] تاریخ اہلِ حدیث مرتبہ میر ابراہیم سیالکوٹی ص ۷۲

جمع ہوتے تھے۔ حضرت شیخ اس موقع پر خود نہیں جاتے تھے بلکہ اپنے خادم خاص خواجہ اقبال کو بھیج دیا کرتے تھے۔ سلاطین دہلی نے شیخ کے مرتبہ اور اُن کی رُوحانی عظمت کے پیشِ نظر اس چیز پر کبھی اعتراض نہیں کیا تھا لیکن بعض درباریوں نے مُبارک خلجی کو بھڑکایا اور اُسے یہ خیال پیدا کرا دیا کہ سلطان کے دربار میں کسی نمائندے کو بھیجنا سلطان کی توہین و تحقیر کے مترادف ہے۔ سلطان نے غُصّہ میں آکر حُکم دیا کہ اگر آئندہ ماہ مُبارکباد کے لیے شیخ خود نہیں آئیں گے تو ہم جس طرح بُلوایا کرتے ہیں بُلوالیں گے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے جب سلطان کی یہ بات سُنی تو کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ خاموشی کے ساتھ اپنی والدہ کے مزار پر تشریف لے گئے اور اُن کی رُوح سے مخاطب ہو کر کہا کہ "اگر اگلے مہینے کی پہلی تاریخ تک بادشاہ کا کام تمام نہیں ہُوا تو مَیں آپ کے مزار کی زیارت کو نہیں آؤں گا" جس دن رات کو چاند دکھائی دینے والا تھا اس دن ظہر کے وقت خواجہ اقبال نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ اگر آپ بادشاہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے جائیں تو سواری کا انتظام کیا جائے۔ شیخ نے فرمایا چُپ رہو اور کسی دوسرے کام میں مشغول رہو۔ غرض اسی طرح وقت گزرتا گیا اور حضرت خواجہ صاحبؒ کو نہ سُلطان کے پاس جانا تھا اور نہ گئے۔ "تذکرہ نویسوں اور مورخوں کا بیان ہے کہ اسی رات کو جس رات چاند دکھائی دینا تھا، سلطان قطب الدین خلجی کے محبوب غلام خسرو خان نے اس کا سر کاٹ کر قصرِ ہزار ستون کے نیچے ڈال دیا۔" [۱]

قارئین محترم اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے دوستوں سے دُشمنی کرنے کا نتیجہ دین و دُنیا کی تباہی ہوتا ہے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

"کہ جو لوگ علماء دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اُن کا قبر میں قبلہ سے مُنہ پھر جاتا ہے، جس کا جی چاہے دیکھ لے۔" [۲]

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ والوں سے سوءِ ظنی اور دُشمنی کرنے کے بجائے اُن سے محبّت و عقیدت رکھیں، تاکہ دُنیا و آخرت میں کام آئے۔

وما علینا الا البلاغ

---

[۱] سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات

[۲] حکایاتِ اولیاء ص ۳۵۹

سرگزشت

محمّد علی خان بریلوی

عُرف جیمی گرین

مجھ پر اس تقریر کا ایسا اثر ہُوا کہ مَیں بھی فوراً وہاں سے چل دیا۔ جس وقت کانپور میں غدر ہُوا مَیں اپنے وطن روہیل کھنڈ میں تھا۔ سوائے میدانِ جنگ کے میرے ان ہاتھوں نے کبھی خُون نہیں بہایا۔ مَیں سمجھتا تھا کہ طُوفان اَب آیا چاہتا ہے اور اسی سبب سے مَیں اپنے گاؤں میں بال بچّوں کی حفاظت کرنے گیا تھا۔ مَیں ابھی گاؤں میں ہی تھا کہ میرٹھ اور بریلی کے غدر کی خبر آئی۔ مَیں فوراً بریلی کی پلٹن میں جا ملا، اور اُس کے ہمراہ دہلی گیا۔ وہاں مَیں انجنیئر اور اُس کے بعد چیف انجنیئر مقرّر ہو گیا اور سرکار کمپنی کے انجنیئروں کی مدد سے جنھوں نے رڑکی سے میرٹھ جاتے ہُوئے بغاوت کی تھی قلعوں وغیرہ کی مضبوطی کرنے لگا۔ بعدہٗ مَیں نے اس منتشر فوج کے آدمی جمع کر کے لکھنؤ کا راستہ لیا۔ ہم لوگ متھرا پہنچے تو وہاں مقام کرنا پڑا اور جب مَیں نے جمنا پر کشتیوں کا پُل بنا کر فوج کو پار اُتار دیا، تب ہم وہاں سے روانہ ہُوئے۔ اس وقت بھی فیروز شاہ اور جنرل بخت خاں کے پاس تیس ہزار فوج تھی۔ جب مَیں لکھنؤ پہنچا، تو چیف انجنیئر مقرر کیا گیا۔ نومبر کے مہینہ میں آپ کی رجمنٹ نے رزیڈنسی کو بچایا تو مَیں وہیں تھا۔

سکندر باغ کا قتل مَیں نے بچشمِ خود دیکھا تھا۔ اس جگہ کی مرمت پچھلی ہی رات کو مَیں نے کرائی تھی، اور جب آپ کا دھاوا ہُوا تو مَیں شاہ نجف سے دیکھ رہا تھا۔ لکھنؤ کی فوج کے کچھ اُوپر تین ہزار چیدہ جوان مَیں نے سکندر باغ میں تعینات کر دیئے تھے، مگر وہاں سے ایک متنفّس بھی بچ کر نہ گیا۔ مجھے اس وقت غش آ گیا اور جب مَیں نے دیکھا کہ ہر جھنڈا جو مَیں نے رات کو نصب کیا تھا، اُتر گیا، اس کی جگہ گھاگھرا پلٹن کے جھنڈے لہرا رہے ہیں تو میرا جگر پارا پارا ہو گیا اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ اَب بچنے کی کوئی صُورت نہیں ہے تو توپوں کے سر کرنے کا حُکم دیا۔

اُس کے بعد برابر لکھنؤ اور اُس کے قرب وجوار کے قلعوں وغیرہ کی مرمت کرتا رہا۔ آپ جا کر دیکھیں گے کہ سپاہی اور گولنداز اگر اُن کے پیچھے قدم جمائے کھڑے رہیں تو انگریزوں کی بہت سی فوج کام آجائے گی، تب کہیں لکھنؤ جا کر ہاتھ آئے گا۔

اتنی کہانی کہہ کر محمدؐ علی خاں بیٹھ گیا اور پانی پی کر تھوڑا سا کھانا کھایا۔

اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ یہ تمہارے ساتھ والا شخص جسے تم میکی کہہ کر پکارتے ہو، درحقیقت وہی ہے جس نے نانا راؤ کے حکم سے گزشتہ مئی میں میموں اور بچّوں کو ذبح کیا تھا۔

کہنے لگا۔ بیشک وہی ہے، مگر جس وقت میں نے نوکر رکھا تھا یہ مجھے نہیں معلوم تھا، اور اگر یہ جانتا کہ اس نے میموں اور بچّوں کو ذبح کیا ہے تو میں ہرگز اس کو ساتھ نہ لیتا، کیونکہ اسی کے سبب سے تو یہ مصیبت ہم پر نازل ہُوئی تھی۔ کاجل کی کوٹھری میں جا کر آدمی بے داغ نہیں نکل سکتا ہے۔ اَب مجھے بھی یقین ہے کہ سختیاں جھیلنا پڑیں گی۔ ایسے مردودوں کے کرتوتوں نے تو یہ قہرِ خُداوندی ہم پر نازل کر لیا ہے۔

تب میں نے کہا کہ تمہاری رائے میں یہ افواہ کہاں تک صحیح ہے کہ میمیں اوّل خراب کی گئیں اور پھر ماری گئیں۔ اس پر بولا۔ صاحب آپ اجنبی ہیں، ورنہ ایسا سوال نہ پُوچھتے۔ جو شخص یہاں کے رسم و رواج اور ذات برادری کے سخت قاعدوں سے واقف ہے وہ خُوب جانتا ہے کہ یہ سب محض جُھوٹی کہانیاں ہیں اور طرفین کے بھڑکانے کو گڑھی گئی ہیں، حالانکہ اب کیا کم نفرت ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ عورتیں اور بچّے نہایت بے رحمی سے مارے گئے، مگر کسی کی آبروریزی نہیں کی گئی، اور یہ عبارتیں جو کانپور کے بنگلوں پر لکھی ہیں کہ "ہم وحشیوں کے ہاتھوں میں ہیں انھوں نے بُوڑھی اور جوان سب عورتوں کو بے عزّت کیا ہے اور اس قسم کی جو خبریں ہندوستان کے اخباروں میں شائع ہُوئی ہیں اور اُن سے لندن کے اخبارات نے نقل کی ہیں قطعی بناوٹ ہیں اور جنرل سر ہنری ہیولاک اور جنرل سر جیمس اور ٹرام کے کانپور فتح کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں۔ گو میں وہاں نہیں تھا مگر میں نے ان سے یہ سب باتیں سُنی ہیں جو وہاں موجود تھے اور میں جانتا ہُوں، یہ بالکل سچ ہے۔

پھر میں نے پُوچھا کہ نانا راؤ نے کیوں اس قدر خُون ریزی کی؟ کہنے لگا۔ ایشیا کے باشندے کمزور ہیں اور اُن کے اقرار، بھروسے کے قابل نہیں ہوتے مگر اس کی وجہ ہمیشہ یہ نہیں ہوتی کہ وہ ظلم کا ارادہ ہی

کر لیتے ہیں بلکہ احسان کرنے میں بے پروائی سے کام لیتے ہیں۔ جب وہ پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو پورا بھی کرتے ہیں جب اس کو پورا کرنے میں اُنہیں کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے تو وہ اُسے بھول جاتے ہیں۔

اور غالباً یہی حال نانا راؤ کا تھا۔ وہ عورتوں اور بچّوں کو بچانا چاہتا تھا مگر اُس کے حرم میں ایک عورت تھی جو غلامی سے آزاد کر کے زنانے میں داخل کر لی گئی تھی۔ وہ مجسّم شیطان اور میموں کی جانی دُشمن تھی۔ اس کے علاوہ خود نانا راؤ، عظیم اللہ خاں وغیرہ ایسے لوگوں میں گھرا ہُوا تھا، جو چاہتے تھے کہ وہ ایسا غدر میں گھر جائے جس سے رہائی ناممکن ہو۔

اس طرح اس عورت کو مدد ملی اور اُس نے میموں کو قتل کرنے کی زبردستی اجازت لے لی، مگر جب چھٹی کالی پلٹن اور نانا راؤ کے باڈی گارڈ نے اُنہیں قتل کرنے سے انکار کر دیا تو اُس عورت نے اُن بدذاتوں کو ڈھونڈ بُلایا۔

یہ حالات مَیں نے جنرل تانتیا ٹوپے سے سُنے ہیں۔ اُس سے اور نانا سے اس بات میں جھگڑا بھی ہو گیا تھا۔

مَیں سچ کہتا ہُوں کہ کانپور کی عورتوں اور بچّوں کا قتل صرف اسی عورت کے سبب سے ہُوا، اور عورت سے بڑھ کر کوئی شیطان بھی نہیں ہے، مگر نہ مَیں نے کبھی پُوچھا، نہ مجھے معلوم ہے کہ وہ کیوں انگریزوں سے اس قدر جلتی تھی۔ اس چھوکری کا ذکر ہندوستان کے گواہوں نے کیا ہے جو قتل کانپور کے بارہ میں سُنے گئے ہیں۔

اس کے بعد مَیں نے پُوچھا کہ ان افواہوں کی بھی کوئی اصل ہے کہ جنرل وہیلر کی بیٹی چار پانچ آدمیوں کو پستول سے ٹھنڈا کر کے کانپور کے مشہور کوئیں میں کُود پڑی۔

اس کے جواب میں کہا کہ یہ گپیں ہیں اور بالکل بے اصل جنرل وہیلر کی بیٹی اب تک زندہ ہے۔ وہ لکھنؤ میں ہے اور مُسلمان ہو گئی، از روئے شرعِ شریف جس نے اُس کی جان بچائی ہے اس نے نکاح کر لیا ہے مگر مَیں یہ نہیں کہتا کہ وہ پھر اپنے ہم قوموں سے آملے گی یا نہیں۔

اس قسم کی باتوں میں مَیں نے آنکھوں میں رات کاٹی اور صُبح کو مَیں نے محمدؐ علی خاں کو اجازت دے دی کہ وضو کر کے نمازِ فجر ادا کر لے۔ بعد فراغ نماز اُس نے دُعا مانگی کہ یا خُدا اس شخص کو ان

احسانوں کا جو تیرے مظلوم بندوں پر اُس نے کیے ہیں، جزائے خیر دے۔

یہ کہہ کر اُس کا دل بھر آیا۔ مَیں نے رونے کا سبب پُوچھا۔ تو اُس نے اپنی بی بی اور بچّوں کا ذکر کیا اور کہنے لگا کہ اُنہیں مجھ بد نصیب کا کیا حال معلوم ہو گا، مگر فوراً ہی دِل مضبوط کر کے کہنے لگا۔ مَیں نے فرانس اور انگلستان کی تاریخیں پڑھی ہیں۔ اور ایسا تھُڑ دلا نہیں بننا چاہیے یہ کہہ کر ایک سونے کی انگوٹھی جو اس کے بالوں میں چھُپی ہُوئی تھی، نکالی اور مجھ سے کہا کہ اس کو آپ میری دلی احسان مندی کی نشانی سمجھ کر رکھیے۔ میری ساری چیزیں چھین لی گئیں۔ جب مَیں گرفتار ہُوا تھا، اور اب سوائے اس کے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ یہ انگوٹھی ظاہراً دس بارہ کی معلوم ہوتی ہے، مگر جب آپ اس کے خواص سُنیں گے تو لاکھ روپیہ سے زیادہ پائیں گے۔ یہ مجھے ایک بُزرگ نے قسطنطنیہ میں حرزِ جان بنا کر دی تھی، لیکن جب سے اس شریر نوکر قصائی کا ساتھ ہُوا، اُس کا اثر اُتر گیا ہے۔

مَیں نے اسے قبول کر لیا، اور اُس نے دُعا دی کہ خُدا تمہیں ہمیشہ امن وامان میں رکھے۔

محمّد علی خاں نے یہ بھی مجھ سے کہا کہ جب آپ لکھنؤ کے قلعوں کے پاس پہنچیں تو اُسے دیکھ کر مجھے یاد کر لیجیے گا، پھر آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ وہ بات بھی پُوری نہیں کرنے پایا تھا کہ گارڈ لینے کے لئے آ پہنچا اور مَیں نے بادِلِ نخواستہ اُسے حوالہ کیا۔ ہماری فوج کو فوراً صُبح کے وقت لکھنؤ کی طرف کُوچ کرنے کا حُکم ملا، مگر میری خاص کمپنی کو حُکم تھا کہ سب سے بعد کو جائے۔ جب ہم چلے تو دن خُوب چڑھ گیا تھا اور جو سڑک کانپور سے لکھنؤ جاتی تھی، اُس پر جاتے ہُوئے ایک درخت کے نیچے سے گزرے۔ مَیں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو محمّد علی خاں اور اُس کے نوکر بوچر کی لاشیں ننگی لٹکی ہُوئی تھیں، اور کسی قدر اکڑ بھی گئی تھیں۔ مَیں کانپ گیا، اور میرے آنسو ٹپکنے لگے۔

۱۱ مارچ کو بیگم کی کوٹھی پر دھاوا کرتے وقت مَیں نے محمّد علی خاں والی انگوٹھی دیکھی اور اس کو یاد کیا۔ مَیں سچّے دل سے کہتا ہُوں کہ بعد کے معرکوں میں میرے رگڑ تک نہ لگی، زخم کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

جب کبھی مجھے ان احسانات کا خیال آتا ہے جو مَیں نے اُس نامراد محمّد علی خاں کے ساتھ کیے تھے تو کیسا ہی خطرہ ہوتا، مَیں ذرا بھی نہ جھجکتا۔ یہ انگوٹھی میرے پاس اب تک موجود ہے، اور غدر کی لُوٹ مار میں صرف یہی ایک چیز ہے جو مجھے ملی۔ جب مَیں مرتے وقت اپنے بچّوں کو دوں گا، تو اُنہیں محمّد علی خاں کا بھی حال بتا دوں گا۔

دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد زید مجدہم مدرس نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

سوال : محترم جناب مفتی صاحب! وما اھل بہ لغیر اللّٰہ، آیت میں غیر اللہ کے ساتھ نامزد کردہ چیزیں حرام ہیں تو وضاحت فرمائیں آیا گیارھویں شریف بھی حرام ہوگی جسے ختم گیارھویں شریف کے نام پر تیّار کیا جاتا ہے۔ پُوچھنے پر کہتے ہیں ہم نے ایصالِ ثواب کے لیے پکایا تھا۔

۲ ایصالِ ثواب صرف غُربا، مستحقین کے کھانے یا اُن کو دینے سے ہوتا ہے یا امیر غریب دونوں کے کھانے یا اُن کو دینے سے میّت کو ثواب پہنچ جائے گا۔

مکمّل و مدلل جواب دے کر ماجور ہوں۔ بینو و توجرو

جواب :

اگر گیارھویں کے نام پر تیّار کردہ اشیاء بھی غیر اللہ کے لیے نامزد کر دی جائیں تو وہ بھی حرام ہو جاتی ہیں۔

اور اگر غیر اللہ کے لیے نامزد نہ بھی کی ہو، برائے ایصالِ ثواب ہو تب بھی اس سے بوجوہ ذیل پرہیز ضروری ہے۔

۱ گیارھویں تاریخ کی تخصیص بدعت ہے۔ اور کھانے میں شرکت میں بدعت کی ترویج و اعانت ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

تاریخ کی تخصیص کی ممانعت میں یہ دلیل ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصوم احدکم (الحدیث)

اگر گیارہویں تاریخ کی تخصیص بھی نہ کریں اور مختلف تاریخوں میں یہ ایصالِ ثواب کریں، لیکن نام اُس کو گیارہویں کا دیں تب بھی اہلِ بدعت کے ساتھ مشابہت ہُوئی جس سے پرہیز واجب ہے۔

۲ ایصالِ ثواب کے لیے آخر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ہی کی تخصیص کیوں ؟ آخر صحابہ اور دیگر اولیائے کرام بھی تو ہیں۔ جتنا اہتمام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے لیے ایصالِ ثواب کا ہے اس کے مقابلے میں دیگر اولیاء کے لیے ایصالِ ثواب صفر کے برابر ہے اور پھر عرصہ دراز سے یہ رسم چلی آتی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ؟ یہاں تک مشاہدہ ہے کہ بہت سے گوالے بھی جو کہ گاہکوں کے ہاتھ دُودھ فروخت کرنے میں پانی کی ملاوٹ کرنے اور اس طرح حرام کی کمائی سے باز نہیں آتے گیارہویں بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس رسم اور اہتمام کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے حضرت جیلانی رحمہ اللہ کی خوشامد مطلوب ہے تاکہ وہ خوش ہوکر ہماری مدد کریں اور ہمارے کام اور ہماری ضروریات پُوری کردیں اور بھی نیت ہوتی ہے کہ اس عمل و رسم کی برکت سے ہمارے مال و اولاد میں برکت و ترقی ہوگی۔ یہ محض خیال ہی نہیں بلکہ گیارہویں کرنے والوں کا بالفعل یہ عقیدہ ہوتا ہے جوکہ شرکیہ عقیدہ۔

اگر مان بھی لیں کہ کوئی خاص شخص اس عقیدہ اور نیت سے گیارہویں نہیں کرتا بلکہ اُس کا مقصود محض ایصالِ ثواب ہی ہے تب بھی بدعقیدگی رکھنے والوں کے ساتھ مشابہت ہُوئی، حالانکہ اس مشابہت سے پرہیز کا وجوب محتاج دلیل نہیں۔

ہم ایصالِ ثواب سے منع نہیں کرتے، لیکن اس کا طریقہ یہ اختیار کیا جائے کہ جو بھی آسانی سے ہوسکے خواہ کچھ ذکر یا تلاوت خواہ روپیہ پیسے کا غرباء و فقرا پر صدقہ۔ بغیر کسی اہتمام اور دن کی تعیین کے اور اُوپر مذکورہ کسی قسم کی بدعقیدگی اور غلط نیت کے بغیر یہ صدقہ یا عبادت کی جائے اور اُس کا ثواب انبیائے کرام علیہم السّلام صحابہ کرام علماء اُمّت اور اولیائے ملّت کے لیے ہونے کی دُعا دل ہی میں اللہ سے کرلی جائے۔ اس میں کسی بھی قسم کے اشتہار و اعلان سے اجتناب کیا جائے۔

۳ ثواب صدقہ کرنے سے ہوتا ہے جو بنتا ہی اس وقت ہے جب فقراء کو دیا جائے، امیروں کو جو دیا جائے، وہ ہدیہ ہوتا ہے۔ صدقہ نہیں۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ شیطان انسان کا ازلی دُشمن ہے اور اس کی طبعی کمزوریوں سے خوب واقف ہے کبھی وہ اسے فقر وفاقہ کا خوف دلاتا ہے، تو کبھی کسی کا حق چھین لینے، کسی کو قتل کرنے، کسی کے گھر چوری کرنے پر اُکساتا ہے۔ کبھی کسی کی جاہ پسندی اور ہوسِ اقتدار کو کچو کے لگاتا ہے تو کبھی کسی کے خلاف جوشِ انتقام اور کسی کی محبت و الفت میں انسان کو گناہ کی وادیوں میں دھکیل دیتا ہے لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ شیطان، انسان کو ترغیب و تحریص کے ذریعے بہلا پھسلا تو سکتا ہے لیکن خود اس کے دل و دماغ یا جسم اور روح کو کنٹرول نہیں کر سکتا۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے مالک اور خالقِ حقیقی جس نے اُسے اِس دُنیا میں بھیجنے سے پہلے ان الفاظ میں وعدہ لیا تھا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا پر عمل کرتے ہُوئے اُس (اللہ) کے فراہم کردہ سامانِ ہدایت سے بھرپُور استفادہ کرے۔ کیونکہ ہدایت صرف اللہ کا راستہ اختیار کرنے سے ممکن ہے اور غیر اللہ کا راستہ کبھی ہدایت کا راستہ نہیں ہو سکتا۔

زمانہ جاہلیت میں بھی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کفر کی حالت میں انتقال کر گئے تو آپ کو بہت افسوس ہُوا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ پر بھی واضح فرما دیا ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

"بے شک تم ہدایت نہیں دے سکتے جسے تم پسند کرتے ہو۔ اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے" ایک اور جگہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۠

جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کر دے تو آپ اس کے لیے کوئی مددگار اور راہ بتلانے والا نہ پائیں گے

محترم قارئین، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہدایت وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے اور اس پر عمل عطائے خداوندی ہے اور جو لوگ اس کی ہدایت پا جاتے ہیں وہ بلند مراتب تک پہنچ جاتے ہیں۔ نازک جسموں پر برچھیوں کے وار روکتے ہیں تو غازی بن جاتے ہیں۔ عقیدت کے سانچے میں ڈھلنے والے اویس قرنی سیدالتابعین کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ کربلا کے تپتے ریگزار میں بہتر (۷۲) جانوں کا نذرانہ دے کر اپنے سر کو نیزے کی انی پر لٹکواتے ہیں تو سیدا شباب اہل الجنۃ بن جاتے ہیں۔ طائف میں پتھر کھانے کے بعد کل عالم کی بھلائی کی دُعا کرتے ہیں تو رحمۃ للعالمین بن جاتے ہیں۔ مگر یہ سب چیزیں بھی خدا کی ہدایت کی محتاج ہیں۔ (باقی صفحہ ۴ پر)

مرتبہ : غلام رسول

محصل جامعہ مدنیہ

علوم و فنون کا عظیم مرکز

جامعہ مدنیہ لاہور

(اجمالی تعارف)

یہ ایک واضح اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ دینی مدارس بقائے دین احیائے ملّت اور اسلامی اقدار کے تحفّظ و اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اسلام کے خلاف اُٹھنے والے تمام فتنوں کی مدافعت و استیصال دینی مدارس ہی کرتے ہیں۔ ان ہی مدارس کے فضلاء کرام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں، اور اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہر طرح کی مشکلات خندہ پیشانی سے سہارتے ہیں۔ ان ہی کی بدولت آج تک دینِ اسلام اپنی صحیح شکل میں باقی ہے، اور اُن کے ہی دم قدم سے آج بھی لوگوں میں کسی نہ کسی درجہ میں قرآن و حدیث سے تعلق خوفِ خدا اور اکابر و اسلاف کا احترام پایا جاتا ہے۔

اس وقت مملکت پاکستان میں مدارس کی کثرت کی وجہ سے بلندیٔ اخلاق، ایثار، عملِ قرآن و سُنّت سے محبّت اور جذبۂ جہاد ان ممالک کی بہ نسبت کہیں زیادہ پایا جاتا ہے۔ جن ممالک میں اسلامی مدارس کا یا تو سرے سے وجود ہی نہیں یا ہے تو برائے نام۔

اسلامی مدارس مذہب اسلام کے لیے حصار کی حیثیّت رکھتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام عرصۂ دراز سے اسلام کو مسخ کرنے اور بگاڑنے کی جو ناپاک کوششیں کر رہے ہیں۔ یہ مدارس نہ ہوتے تو وہ اپنے مقاصد میں کبھی کے کامیاب ہو گئے ہوتے۔

یہی وجہ ہے کہ آج دشمنانِ اسلام کی آنکھوں میں دینی مدارس بُری طرح کھٹک رہے ہیں۔

جامعہ مدنیہ لاہور بھی ان مدارس میں سے ایک ہے جو دینِ حقّہ کے تحفّظ و اشاعت کی غرض سے معرضِ وجود میں آئے ہیں۔ اس کا شمار ملک کے عظیم دینی اداروں میں ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا ۵۷ھ مطابق ۵۵ء

میں ہوئی تھی۔ اس وقت جامعہ زندگی کی ۳۷ بہاریں پوری کرکے (۳۸) اڑتیسویں میں داخل ہو رہا ہے اس دوران اسے کٹھن اور مشکل سے مشکل مرحلے بھی پیش آئے۔ اراکین و منتظمین جامعہ مختلف الجھنوں سے دوچار رہے مگر خدا بزرگ و برتر کی نصرت و امداد ہر موقع پر شامل حال رہی اور جامعہ بڑی تیزی کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن رہا۔ اس مختصر عرصہ میں جامعہ نے سینکڑوں علماء اور کثیر تعداد میں قراء حفاظ اور بہت سے اطبّاء تیار کیے۔

الحمدللہ۔ اس سال ۹۲ء بھی کثیر تعداد میں طلباء دینی علوم سے فیض یاب ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	تعداد طلبہ
شعبہ قرآن	
حفظ و ناظرہ طلبہ	۴۲۲
حفظ ناظرہ طالبات	۱۰۱
درس نظامی	
درجہ اولیٰ مع التجوید	۴۲
درجہ ثانیہ	۱۱
درجہ ثالثہ	۴۱
درجہ رابعہ	۵
درجہ خامسہ	۳
درجہ سادسہ	۱۵
درجہ سابعہ	۸
دورۂ حدیث	۷
شعبہ قرأت	
سال اوّل	۲۴
سال دوم	۲۵
سبعہ عشرہ	۴
طلبہ کی کل تعداد :	۷۰۸

(۱) اس وقت شعبہ قرآن میں سات اساتذہ کام کر رہے ہیں جو ناکافی ہیں اور دو معلمات مقامی طالبات کو حفظ و ناظرہ کی تعلیم دے رہی ہیں۔

(۲) جبکہ درس نظامی بارہ (۱۲) اساتذہ پڑھا رہے ہیں۔

(۳) شعبہ تجوید و قرأت سبعہ و عشرہ میں تین اساتذہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔

(۴) دارالافتاء میں دو (۲) مفتیان کرام عوام کے ڈاک کے ذریعے آنے والے فقہی مسائل کے جواب دیتے ہیں۔

(۵) فری عبدالمجید ہسپتال جامعہ مدنیہ میں ایک ڈاکٹر اور ایک لیڈی ڈاکٹر۔ پانچ ڈسپنسر کام کر رہے ہیں۔

طلبہ و ملازمین کے علاوہ غریب لوگوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔

اَب تک تین لاکھ سے زائد مریض اس ہسپتال سے فائدہ حاصل کر چکے ہیں۔

خرچ

جامعہ کا ماہانہ خرچ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زائد ہے جبکہ سالانہ خرچ آڈٹ شدہ رپورٹ کے مطابق ۲٫۰۹٫۸٫۴۸۸ جو ہر سال مہنگائی اور کم از کم دس فیصد تنخواہوں کی اضافہ کی وجہ سے بڑھتا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ جامعہ سرکاری امداد یا حکومت سے زکوٰۃ کی رقم وصول نہیں کرتا۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ علوم اسلامیہ کا یہ عظیم مرکز بیش از بیش علمی خدمات انجام دے تو آپ خود بھی اس نیک کام میں معاون بنیے اور اپنے احباب و متعلقین کو بھی اس کارِ خیر میں حصّہ لینے کی ترغیب دیجیے۔

معاونت کی مختلف صورتیں

ا۔ حسب حیثیت ماہانہ چندہ دینا۔ (ب) زکوٰۃ، عشر اور صدقات وغیرہ جمع کرانا۔ (ج) اناج کپڑے اور بستر وغیرہ جمع کرنا۔ (د) تعمیراتی کاموں میں حصّہ لینا۔ (ھ) کتابیں مہیّا کرنا۔

نیز بعض حضرات کسی رشتہ دار وغیرہ کے ایصالِ ثواب کی غرض سے غریب طلباء کو کھانا کھلانا پسند کرتے ہیں تو جامعہ میں اس کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

تین صد (۳۰۰) روپیہ فی کس کے حساب سے آپ ایک طالب علم کا یا ایک سے زائد طلبہ کا اپنی طرف سے کھانا جاری رکھ سکتے ہیں۔

رابطہ دفتر کراچی

کراچی میں جامعہ کے لیے عطیات، زکوٰۃ، صدقات کی رقوم حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلّہٗ خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی کے پاس جمع کرائی جا سکتی ہیں۔

جامعہ کو دی جانے والی رقم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔

مرکزی حکومتِ پاکستان وزارتِ مالیات (ریونیو ڈویژن) کے نوٹیفکیشن ۴۹ سی نمبر ۱/ ۷ (۳۲) آئی۔ ٹی۔ پی/ ۵۹ مؤرخہ ۱۰/ ۸/ ۱۹۵۹ء کی ہر رقم جو جامعہ مدنیہ کریم پارک کو دی جائے گی۔ ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔

جامعہ کا اکاؤنٹ نمبر ۱۶۸ MCB کریم پارک برانچ لاہور۔

(ادارہ)

انوارِ مدینہ

نہ پہنچنے یا تاخیر سے پہنچنے کی شکایت محترم حافظ محمد یعقوب صابر صاحب مینجر "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے کی جائے۔ خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ (ادارہ)

جامعہ کے شب و روز

دینی مدارس میں شوال سے تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے اور رجب کے آخری ایّام تعلیمی سال کے اختتامی دن ہوتے ہیں۔

اس طرح ان دنوں طلبہ اپنے پُورے سال کی محنت کا پھل حاصل کرنے کی تیّاری میں شب و روز مصروف ہیں۔

جامعہ میں سالانہ امتحان ۲۲ رجب تا ۲۵ رجب ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ جنوری ۱۹۹۳ء منعقد ہو رہے ہیں۔ چار دن بعد ۲۹ رجب تا ۴ شعبان ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ جنوری ۱۹۹۳ء وفاق المدارس کے امتحان شروع ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ جامعہ سے ۷ علماء، ۲۴ قراء اور ۲۱ حفاظ امتحان میں کامیابی کے بعد سندِ فراغت حاصل کر سکیں گے۔ حسبِ سابق اس سال بھی اُمید ہے کہ جامعہ کے طلبہ وفاق المدارس میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کر کے کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

—— بقیہ: مکتوبِ گرامی ——

... مسئلة	اس بات کا موقع ہرگز نہ دیں گے کہ وہ کانگرس کے
عويصة للمسلمين جدا فان ابناء الوطن لايتركون	کسی عہدے پر فائز ہو۔ اور نہ کوئی مسلمان کانگریس
مسلما يفوز بمرتبة ما في المجلس الوطني ولايتركونه	کی ہائی کمان کا رُکن ہو سکتا ہے، اگر کونسلوں میں
مندوبا في المجلس الكبير فان لم تصر المجالس	مُسلمانوں کی سیٹیں محفوظ نہ کی گئیں، تو پھر
محفوظة للمسلمين يكاد ينقطع دخولهم فيها ثم	مُسلمانوں کا ان کونسلوں میں جانا نا ممکن ہو
يا سيّدي اطلب منكم السماح فيما اجترءات	جائے گا۔
في الليلة جعلكم الله ملاذ الآمال والاماني	....
سائر الايام ما دمتم	....
محسوبكم	والسلام
حسين احمد غفرله - من بلدة سلهٹ في	حسین احمد غفرلہٗ سلہٹ،
۹ رمضان المبارك ۶۵ هجری	۹ رمضان المبارک ۶۵ ھجری

تبصرہ

نام کتاب : دی بیسک ٹیچنگز آف اسلام (انگریزی)

مؤلف : حضرت مولانا قاری شریف احمد

ناشر : مکتبہ رشیدیہ قاری منزل پاکستان چوک کراچی ۷۴۲۰۰

صفحات : ۱۸۶ ۔قیمت ، ۳۰/= مجلد اعلیٰ۔

مولانا قاری شریف احمد، اسلامیات کے ایک معروف مؤلف ہیں ۔اُن کی متعدّد تصنیفات و تالیفات ، انبیاء کرام علیہم السّلام کے تذکار مقدسہ، قرآن حکیم کی تاریخ ، جمع و تدوین ، اسلامی عقائدو عبادات اور احکام و مسائل میں شائع ہوکر علمی اور دینی حلقوں میں مقبول ہوچکی ہیں۔

قاری صاحب کی ایک نہایت جامع اور مفید تالیف " معلم الدین" ہے جس کے درجنوں ایڈیشن اب تک شائع ہوچکے ہیں۔ اس کی افادیت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قومی زبانوں میں سے پنجابی اور سندھی ترجمے شائع ہوچکے ہیں۔ فارسی زبان میں بھی اس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں اور اب انگریزی میں اس کا ترجمہ "دی بیسک ٹیچنگز آف اسلام" کے نام سے شائع ہوا ہے انگریزی ترجمہ پروفیسر منظور احمد خان کا ہے۔

اس کتاب میں اسلامی عقائدو عبادات کے تمام اہم مباحث اور ضروری مسائل آگئے ہیں۔ مطالب کا دائرہ اسلام ، ایمان، عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ ، حج ، قربانی اور عقیقہ وغیرہ کے مسائل ، اسماءِ حسنیٰ چالیس احادیث، مختلف مواقع کی دُعائیں ، اسلامی آداب و اخلاق تک پھیلے ہُوئے ہیں۔

یہ ایک نہایت مفید اور جامع تالیف ہے۔ اسلامی اخلاق کی تربیت کرنے اور زندگی کو اسلامی اخلاق کے سانچے میں ڈھالنے والی تالیف ہے۔ جس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔

اس تالیف کی جامعیت، مسائل کی صحّت اور تالیف و تدوین کے حسن کا اعتراف مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا قاری محمّد طیّب دیوبندی (رحمہما اللہ علیہما) نے کیا ہے۔

عمدہ ٹائپ، سفید کاغذ، رنگین پلاسٹک کوٹڈ کی جلد اور قیمت مناسب ہے۔

(مبصر: ڈاکٹر حافظ ابوسلمان شاہجہان پوری)

○